

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ رِسَالَاتِ اللَّهِ يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ يَخَافُونَ  
جو لوگ اللہ تعالیٰ کی باتیں آگے سے ملتے ہیں وہ اسی سے ڈرتے ہیں اور اس کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے



مسئلہ اورینٹ ہال ڈربن ساؤتھ افریقہ کی مکمل کارروائی  
مابین آیۃ اللہ العظمیٰ (ایران) اور علامہ آکس فورد (انگلینڈ)

عربی

حافظ محمد عرفان عالم قاضی جامعہ اشرفیہ لاہور اور ڈربن

ناشر: اسلامک اکیڈمی آف مینجمنٹ، یوگے

## جنوبی افریقہ میں تقیہ کے موضوع پر کھلا مناظرہ

حضرت علامہ خالہ محمود کو جنوبی افریقہ کے تبلیغی دورہ کیلئے دعوت دی مئی ایرانی سفارت خانہ کے آیت اللہ الحسینی نے جمعیت علماء نعل کے مولانا محمد یونس ٹیل کو جلولہ خیالات کی دعوت دی جلولہ خیالات کا لفظ بھی حقیقتاً اختیار کیا گیا جبکہ اصل مقصود مناظرہ تھا جس کے لئے پاکستانی آیت اللہ انعام حیدر متیم کیپ ٹاون (افریقہ) کو بھی بلایا گیا تھا۔۔۔ یہاں کے سنی مسلمان ہرگز نہ چاہتے تھے کہ خواجہ خواجہ یہاں فرقہ وارانہ فضاء پیدا ہو اور یہاں کے حالات پر اسکا اثر پڑے مگر شیعہ علماء کے اصرار نے انہیں مجبور کیا کہ اگر ان لوگوں کو اس طرح کی گفتگو کا شوق ہی ہے تو انکا یہ شوق بھی پورا کر دیا جائے اور جنوبی افریقہ کے مسلمانوں پر یہ بات کھل جائے کہ انکے عقائد کیا ہیں۔ چنانچہ ————— کو جنوبی افریقہ کے شہر ڈربن صہبائی میں مجلس مناظرہ کا اعلان کیا گیا۔ اس مناظرہ میں کیا ہوا اسے آپ اگلے صفحات میں خود ملاحظہ کریں گے تاہم یہ بات دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے کہ اس مناظرہ کے دوران شیعہ مناظرہ پریشان تھے اور اپنی کتابوں کے نام بھی بھول رہے تھے پھر ایسا بھی ہوا کہ سجدہ سمو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ میں پہلے بھول گیا تھا۔

(نوٹ)

ہمیں پلوٹو ذرا لچ سے یہ اطلاع ملی کہ اس مناظرہ کے فوراً بعد ایران کے مجتہدین کے مشورے سے علامہ آیت اللہ الحسینی کو واپس ایران بلایا گیا اور سفارت خانہ کو ہدایت کی کہ آئندہ وہ سنی مسلمانوں سے عقائد پر چھیڑ چھاڑ نہ کریں (تقیہ پر ہی رہیں) (نوٹ) یہ مناظرہ انگریزی زبان میں ہوا تھا ضرورت محسوس ہوئی کہ اسکا اردو ترجمہ بھی سامنے آجائے اس سے بہت سے تقیہ باز تقیہ سے نکل آئیں گے اسی ضرورت کے پیش نظر اس مناظرے کا اردو ترجمہ آپ کے سامنے ہے

حافظ محمد عرفان عالم (مرتب)



# مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہر معاشرے میں لوگ دو طرح کے ہوتے ہیں عوام بھی اور خواص بھی۔ اولاً وہ لوگ جن کی بات صرف انہی تک محدود ہوتی ہے انہیں عوام کہتے ہیں انکا کہنا اور کرنا کسی دوسرے پر حجت نہیں ہوتا۔ دنیا میں حق کا ظہور و خفا ان پر موقوف نہیں وہ کسی دباؤ کے تحت کوئی غلط بات بھی کہیں تو کسی دوسرے کے ایمان بگڑنے کا کوئی خطرہ نہیں ہوتا انکا اپنا باطنی اخلاص قائم رہے دل ایمان پر مطمئن رہے تو وہ کفر تک کی بات بھی کہہ سکتے ہیں انکا ایمان ضائع نہیں ہوتا تاہم انکے لئے بھی یہ رعایت صرف ایک وقتی نقصان کے تحت ہوتی ہے اس رخصت پر عمر گزار دینا انکے لئے بھی جائز نہیں ہوتا ایسے لوگوں کو ہم اہل رخصت کہتے ہیں

دوسرے وہ بڑے لوگ ہوتے ہیں جن پر حق کا اظہار موقوف ہوتا ہے وہ حق پر مضبوطی سے قائم نہ رہیں تو حق ظاہر نہیں ہوتا ان پر حق کا اظہار واجب ہوتا ہے گو انہیں کتنی سختیوں سے کیوں نہ گذرنا پڑے۔ ان میں صف اول میں انبیاء کرام آتے ہیں اور انکے ساتھ انبیاء کے وارث۔ وہ ائمہ کرام ہوں یا علماء اعلام جن کی زبان اور لہجہ انکے اپنے دائرہ میں حق کا نشان سمجھی جاتی ہو اور مومنین کے دلوں کی دھڑکنیں انکی زبان کی جنبش کے ساتھ ساتھ چلتی ہوں انکی بات آسمانوں میں سنی جاتی ہے اور زمین والوں پر یہ دین کی حجت بنتی ہے وہ کسی دباؤ کے تحت دین کی بات غلط کہیں تو لاکھوں انسانوں کے ایمان بدل جاتے ہیں اس صورت میں وہ حق اور صرف حق کہنے کے پابند رہتے ہیں البتہ جو بات دین کی نہ ہو اس میں کوئی بات بظاہر خلاف واقعہ کہیں تو اسکا حکم مختلف ہے اس سے کسی کے ایمان ضائع جانے کا خدشہ نہیں ہوتا یہ حضرات دین میں آنے والی سختیوں کو بڑے صبر سے برداشت کرتے ہیں اور ان کو اہل عزیمت کہا جاتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے

لَتَبْلُوَنَّ فِيْ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ وَلَتَسْمَعَنَّ مِنَ النِّبِيِّ اَنْتَوُا الْكِتَابَ مَنْ قَبْلَكُمْ وَمِنَ النَّبِيِّ اَشْرَكَوا اَفِيْ كَثِيْرًا وَاَنْ تَصْبِرُوْا وَلَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزَمِ الْاُمُوْر - (پ ۳ آل عمران ۱۸۶)

(ترجمہ) البتہ تم مالوں اور جانوں میں آزمائے جاوے گے اور تم اپنے سے پہلے اہل کتاب سے اور

مشرکین سے بہت سی قیمت ٹاک باتیں سنو گے اور اگر تم نے (ان مشکلات پر) صبر کیا اور پرہیزگاری اختیار کی تو یہ عزیمت کے کاموں میں سے ہے

ان اہل عزیمت میں پہلی صف انتہیاء کی ہے وہ کبھی دین الہی میں تقیہ نہیں کرتے وہ اہل زمین کیلئے آسمانی لمانتوں کے وارث اور ترجمان ہوتے ہیں انکے بعد وہ اہل میثاق جن سے خدا تعالیٰ حق بیان کرنے کا عہد لے لے ان میں ائمہ کرام اور علماء اعلام بھی داخل ہیں انکے لئے کسی مصلحت سے کتب الہی کو چھپانا جائز نہیں ہوتا حالات کیسے ہی صبر آزما کیوں نہ ہو وہ حق کہنے کے پابند ہیں اور جان جانے کا خوف بھی انکے پائے استقلال میں لرزہ پیدا نہیں کر سکتا قرآن کریم میں ان اہل میثاق کو خاص طور پر ذکر کر کے انہیں حق چھپانے کی ممانعت کی گئی ہے کتب حق انکے حق میں منع ہے اوپر ذکر کی گئی آیت کے فوراً بعد یہ بات فرمائی گئی

ہاں حواص کو جن کی بات دو سروں کیلئے حجت نہیں بنتی بوقت ضرورت تقیہ کی اجازت ہونی چاہئے اہل عزیمت کیلئے بھی یہی حکم ہے کہ جان پر کھیل جائیں لیکن خلاف حق بات نہ کہیں ہاں عام لوگوں کیلئے کچھ رعایت ہونی چاہئے اور وہ بھی صرف آنی طور پر استدلالی طور پر نہیں وہ بھی ایک لمبے عرصے کیلئے تقیہ کے مجاز نہیں انہیں جو نئی موقع ملے وہ اس وار انتلاء سے اجرت کر جائیں اسلام میں مستغنیوں کی زندگی بسر کرنے کی کسی کو اجازت نہیں قرآن پاک میں استدلالی تقیہ کرنے والوں کیلئے جہنم کی وعید صریح طور پر موجود ہے

لیکن بڑے لوگوں کیلئے جو آسمانی لمانتوں کے ذمہ دار بنائے جاتے ہیں وہ انتہیاء کرام ہوں یا علماء اعلام حق کو چھپانے کی اتنی بھی اجازت نہیں ہے اہل عزیمت اور ہیں اور اہل رخصت اور - اگر اہل عزیمت تقیہ کرنے لگیں تو آپ ہی بتلائیں حق ظاہر کیسے ہوگا؟

ایک دل کے بگڑنے کا اندیشہ ہو تو بھی تقیہ جائز نہیں

خاتم الجہدین حضرت امام احمد بن حنبل (۲۴۱ھ) اپنے وقت کے چوٹی کے علماء میں سے تھے مسئلہ خلق قرآن میں حکومت نے اپنی رائے ان پر مسلط کرنی چاہی آپ نے اسے ماننے سے انکار کر دیا اب آپ پر انتلاء کا وقت آگیا آپ نے قید و بند کی صعوبتوں کو تقیہ کرنے پر ترجیح دی آپ کو قید خانہ میں ڈال دیا گیا اور کبھی آپ کو قید خانہ سے نکال کر سرعام کوڑوں کی سزا دی جاتی لیکن آپ نہایت پامردی سے ثابت قدم رہے ایک شاگرد نے کان میں کہا حضرت کیا اب بھی اس آیت پر عمل کرنے کا وقت نہیں آیا کہ دل قائم رہے تو انسان غلط بات کہے

الا من اصره وقلبه مطمئن بالإيمان ومن صبر بالکفر مدبرا فعليه غضب من الله



ولہم عذاب الیم (پ ۱۳ النمل ۱۰۶)

(ترجمہ) مگر جس کو مجبور کیا جائے اور اسکا دل ایمان پر قائم ہو لیکن جنہوں نے کفر کیلئے دل کھول دیا تو ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے اور اسکے لئے بہت بڑا عذاب ہے حضرت امام نے شاگرد کو پر جلال نظروں سے دیکھا اور فرمایا کہ یہ آیت مجھ سے چھپی نہیں یہ (آیت) ان لوگوں سے متعلق ہے جن کے خلاف حق بات کہنے سے کسی دوسرے کا ایمان نہ بدلے آج اگر میں اس ظلم و ستم کے مقابل غلط مسئلے کا اقرار کر لوں تو بیشک میں اپنا ایمان تو بچاؤں گا لیکن ان لاکھوں انسانوں کے ایمان کا کیا بنے گا جن کی ٹھٹھکیں میری زبان کی جنبش پر لگی ہوئی ہیں میں نے جو نہی کوئی غلط فتویٰ دیا لاکھوں کے ایمان بدل جائیں گے انکا ذمہ دار حشر کے دن کون ہوگا؟ یہ آیت صرف ان لوگوں کو کلمہ کفر کہنے کی اجازت دیتی ہیں جن کے کلمہ کفر سے کسی اور کے ایمان بگڑنے کا اندیشہ نہ ہو اور اس سے متعلق صرف ایک دل ہو زیادہ نہیں الا من اکرہ وقلبه مطمئن بالايمان میں قلبہ سے اسکا اپنا دل مرلو ہے جن کا اثر دوسروں کے دلوں تک ہو ان سے یہ آیت متعلق ہی نہیں

حضرت امام احمد سیدنا حضرت علیؑ کے سچے پیرو تھے

حضرت امام احمد سیدنا حضرت علیؑ کے سچے پیرو تھے حضرت علیؑ کا یہ ارشاد ہر وقت انکی نظروں کے سامنے تھا

الايمان ان تؤثر الصلح حيث يضرك على الكذب حيث ينعكس (شرح البلاء ج ۳ ص ۱۰۵)

(ترجمہ) ایمان یہ ہے کہ تو سچ کہنے کو جبکہ اس سے تجھے ضرر پہنچتی ہو جھوٹ پر ترجیح دے جب کہ جھوٹ کہنے سے تجھے کوئی فائدہ پہنچتا ہو

یہاں حضرت علیؑ کلمات کے وقت سچ کہنے کو (تقریر کے لفظ کی بجائے) جھوٹ کے بالمقابل ذکر کر رہے ہیں جس سے واضح ہوتا ہے کہ نگاہ مرتضوی میں تقریر جھوٹ کی ہی ایک قسم ہے جھوٹ جنس ہے جس کی ایک نوع تقریر ہے قرآن کریم نے بھی مذکورہ بالا آیت الا من اکرہ وقلبه مطمئن بالايمان میں مجبوراً خلاف حق بات کہنے کو جھوٹ کی ایک فرع کے طور پر ہی ذکر کیا ہے اس سے پہلے یہ آیت ہے

انما يضترى الكذب الذين لا يؤمنون بآيات الله ولولئلك هم الكاذبون من كفر بالله من

بعده ايمانه الا من اكره وقلبه مطمئن بالايمان

اس سے پتہ چلتا ہے کہ تقیہ ہے جھوٹ کی ہی ایک قسم گو اسکا حکم یہ ہے کہ عالی کو بحالت مجبوری جھوٹ کہنے سے آخرت میں مواخذہ نہ ہوگا اگر اسکا اپنا دل ایمان پر قائم رہے لیکن جھوٹ جھوٹ ہی ہے اس پر مواخذہ ہو یا نہ ہو

مجبوری کی یہ صورت صرف عالی سے متعلق ہے بڑے لوگوں سے متعلق نہیں

عالی آدمی کے کلمہ کفر کہنے کا تعلق صرف اسکے اپنے دل سے ہے دوسروں کے دلوں سے نہیں اگر اسکا دل مطمئن بالایمان ہو تو بحالت مجبوری وہ آئی طور پر کلمہ کفر کہہ سکتا ہے دین فطرت نے اسے اسکی اجازت دی ہے لیکن اگر کوئی پیغمبر یا امام ایسی بات کہے تو اسکا تعلق ہزاروں لوگوں کے دلوں سے ہوتا ہے اب صرف اسکے اپنے دل کے مطمئن بالایمان ہونے پر اسے کلمہ کفر کہنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ جس طرح اسکے لئے اپنے ایمان کو بچانا ضروری ہے دوسروں کے ایمان کو بچانا بھی ضروری ہوگا۔ یہاں قرآن کریم میں صرف یہ کہا گیا ہے وقلوبہ مطمئنن بالايمان دوسروں کے دلوں کیلئے مطمئن بالایمان ہونے کا ذکر نہیں کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کی دی گئی یہ رخصت صرف پھولے لوگوں سے متعلق ہے بڑے لوگوں سے متعلق نہیں جن کی زبان کی ایک جنبش سے لاکھوں کے ایمان بنتے اور بگڑتے ہیں اس سے پتہ چلا کہ یہ آیت ہے ہی خاص (عالی لوگوں کیلئے) اسکے لئے آگے کسی شخص کی ضرورت نہیں ہے

موال عزیت کبھی تقیہ نہیں کرتے اور چوبیس سال امتدادی تقیہ میں گزارنا یہ تو اور بھی بڑی ہستی ہے لل ایمان کبھی حضرت علی کے بارے میں اس زندگی کا تصور نہیں کر سکتے آپ تو شیر خدا تھے اور آپ کبھی درماندگی کا شکار نہ ہوئے آپ خود فرماتے ہیں انی واللہ لولعیتہم واحدا وھم ملائ الارض کلھا مہالیت وملتوحشت (نہج البلاغہ ج ۲ ص ۱۵۸ مصر)

(ترجمہ) بخدا اگر میں اپنے مخالفین کے مقابلے میں نکل آؤں اور وہ تمام روئے زمین بھرے ہوئے ہوں تب بھی مجھے کوئی پروا نہ ہوگی اور نہ مجھے کوئی وحشت (خوف) ہوگی افسوس ہے لل سنت اور شیعہ نے حضرت علیؑ کی دوطرفہ تصویر اٹھا رکھی ہے لل سنت کے ہاں آپ لل عزیت میں سے ہیں لل تقیہ میں سے نہیں مگر شیعہ کے ہاں آپ انہی لوگوں میں سے تھے جن کے لئے طاعت سے دب کر خلاف حق بات کہنا اور خلاف حق اعمال اختیار کرنا جائز ہو جاتا ہے انکے ہاں آپ لل تقیہ میں سے تھے اور عوام میں سے تھے اس باب میں انکے لئے کوئی تخصیص نہ تھی



## سنی شیعہ اختلافات کا سنگ بنیاد

حضرت علی مرتضیٰ کے بارے میں یہ وہ دو راہیں ہیں جنہوں نے آگے جا کر سنی شیعہ اختلافات کو جنم دیا ایسا حضرت علی کے دور میں نہ ہوا بلکہ آپ کے مدتوں بعد جب شیعہ کے سب سے بڑے محدث محمد بن یعقوب الکلینی (۴۳۸ھ) نے پرانی چار سو تحریروں سے اپنی مرکزی کتاب الکلی مرتب کی۔

شیعہ حضرت علی مرتضیٰؑ اور اپنے دوسرے ائمہ کے لئے تفریقاً بننے کا عقیدہ رکھتے ہیں اور اہل سنت ان حضرات کو اہل عزیت میں سے سمجھتے ہیں ان بڑے لوگوں میں سے جن کیلئے حق بات کہنا ہر حال میں ضروری ہوتا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں تمام انبیاء کرام سے دین مصطفویٰ کی نصرت کا وعدہ لیا تھا اللہ تعالیٰ نے وہاں اہل علم سے بھی دین حق کے برطابان کرنے اور اسے نہ چھپانے (اس میں تقیہ نہ کرنے) کا عہد لیا تھا

واذ اخذ اللہ ميثاق النبين اوتوا الكتب لتبينه للناس ولا يكتُمونه - (پ ۳ آل عمران ۱۸۷)

(ترجمہ) اور جب اللہ تعالیٰ نے اہل کتب سے میثاق لیا کہ تم اس کتب کو دوسروں کے سامنے ضرور بیان کرو گے اور تم اسے چھپلو گے نہیں اس سے معلوم ہوا کہ اہل میثاق پر وہ انبیاء ہوں یا دیگر اہل علم (جن پر اہتمام حق موقوف ہوتا ہے) حق بیان کرنا واجب ہے اور انہیں کسی صورت میں بھی تقیہ کرنے کی اجازت نہیں۔ کتمان حق بہت بڑا جرم ہے اور یہ ایک مستوجب لعنت فعل ہے جس کا ائمہ کرام اور علماء اعلام کے بارے میں قصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ قرآن کریم میں ہے

ان الذين يكتُمون ما نزلنا من البيِّنات والهُدی من بعد ما بیناه للناس فی الكتاب اولئک یلعنہم اللہ ویلعنہم الاعنوں - (پ ۲ البقرہ ۱۵۹)

(ترجمہ) بیشک جو لوگ چھپاتے ہیں اسے جو اتارا ہم نے (وہ روشن دلائل ہیں اور ہدایت نامہ) بعد اس کے کہ ہم اسے کتب میں لوگوں کے سامنے لائے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ بھی لعنت کرتا ہے اور دیگر لعنت کرنے والے بھی لعنت کرتے ہیں جو لوگ کسی عارضی فائدے کی خاطر تقیہ کریں اور حق کو چھپائیں انکا تمام کھانا پینا تک حرام ٹھہرتا ہے اور وہ آخر کار جہنم میں دھکیلے جائیں گے قرآن کریم میں ہے

ان الذين یکتُمون ما نزل اللہ من الکتاب ویشترون به ثمنًا قلیلًا اولئک ما یرکون

فی بطونہم الا النار ولا یكلمہم اللہ یوم القیامہ ولا یرزقہم ولہم عذاب الیم - ( پ  
البقرہ ۱۷۳ - ۱۷۵ )

( ترجمہ ) بیگ جو لوگ اللہ کی کتاب کو چھپاتے ہیں اور اس کے مخلوضہ میں قلیل قیمت ( چند  
دن کا آرام ) وصول کرتے ہیں سو ایسے لوگ اپنے پیڑوں میں آگ بھرتے ہیں ایسے لوگوں سے  
اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام تک نہ کرے گا اور نہ انہیں انکی ( کچھ نیکیوں کے عوض اس  
گنہ سے ) پاک کریں گے اور ان کیلئے عذاب ہوگا دردناک

ظاہر ہے کہ یہ وعید اہل علم سے متعلق ہے جو جانتے ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا  
بات کہی ہے یہ وعید عوام سے متعلق نہیں نہ ان پر جن پر حق کا ظہور موقوف نہ ہو کسی عالمی  
کے حق بتانے چھپانے سے حق نہیں چھپتا اہل علم کے حق بات چھپانے سے حق چھپتا ہے  
خصوصاً جبکہ وہ انبیاء کرام ہوں یا ائمہ عظام یا ان اہل علم میں سے ہوں جن سے حق گوئی کا  
یشاق لیا گیا ہو اور انہیں حق نہ چھپانے کی تاکید کی گئی ہو  
شیعہ علماء کا یہ کہنا کہ یہ آیات کتمان حق کے بارے میں ہیں کہ حق نہ چھپلو تقیہ کے بارے  
میں نہیں وہ تو ایک اہل حدیث کی عبارت ہے

کیا کتمان حق اور تقیہ ایک ہیں

تقیہ اور کتمان شیعہ کے ہاں ایک ہی عمل کے دو نام ہیں انکی کتابوں میں جس طرح تقیہ کو  
ایک بڑا اونچا عمل قرار دیا گیا ہے - کتمان کو بھی ایک بڑی فضیلت کہا گیا ہے انکی حدیث کی  
سب سے بڑی کتاب اصول کافی کے باب ۳۳۱ کا عنوان ہے - باب ۱ کتمان - اور اسکے تحت  
حضرت امام جعفر صادق کے نام سے مندرجہ ذیل حدیث گھڑی گئی ہے آپ اپنے شاگرد سلمان  
کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں

قال ابو عبد اللہ یا سلمان انکم علی دین من کتمہ امرہ اللہ ومن اقامہ اذلہ اللہ )  
اصول کافی مترجم ج ۴ ص ۱۷۷ )

( ترجمہ ) اے سلمان تم ایک ایسے دین پر ہو جو اسے چھپائے گا ( اس میں کتمان کرے گا )  
اے اللہ تعالیٰ عزت دے گا اور جو اسے واضح کرے گا ( بات کھول دے گا ) تو اللہ تعالیٰ اسے  
ذلیل کرے گا -

یہاں لفظ اذاعت قاتل غور ہے اسکے معنی بات واضح کرنے کے ہیں یہ لفظ یہاں کتمان کے  
مقابل آیا ہے یہاں حق بیان کرنے اور حق چھپانے کو ایک دوسرے کے بالمقابل ذکر کیا ہے



اور حق چھپانے کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے یہی لفظ لزاعت ایک دوسری جگہ تقیہ کے مقلد وارد ہوا ہے اور یہ روایت بھی حضرت امام جعفر صادق کے نام سے ہی وضع کی گئی ہے آپ نے فرمایا

قال الحسنه التقيه والسینه الاخامه (الکافی ج ۴ ص ۳۰)

(ترجمہ) نیکی تقیہ کا نام ہے اور برائی اسے واضح کرنا ہے نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتیں یہ لا تستوی الحسنه ولا السینه کی تفسیر ہے جب لزام تقیہ کے مقلد وارد ہے تو ظاہر ہے کہ تقیہ کتمان کے معنی میں ہوگا۔ سو ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ اثنا عشری شیعوں کے ہاں تقیہ کتمان حق کے معنی میں ہے اور وہ تمام آیات جو ہم یہاں کتمان حق کی مذمت میں پیش کرتے ہیں یہ سب انہی لوگوں کا دائرہ عمل ہیں جو تقیہ کے قائل ہیں۔ انکے علاوہ جو لوگ انکے شریک جرم ہیں وہ بھی اس درجہ میں تقیہ کے شیعہ انہیں جس قدر یہ اثنا عشری تقیہ کے گرویدہ ہیں اور اسے ایک بڑی مہلت سمجھتے ہیں انکے ہاں تقیہ ایک عمل رخصت نہیں ایک بڑا عزیمت کا عمل ہے۔ ملا محمد بن یعقوب الکلینی امام باقر کے نام سے یہ بات گھڑتا ہے کہ

لا والله ما علی وجه الارض شئ احب الی من التقيه یا حبیب من کانت له تقيه دفعه الله یا حبیب من لم تکن له تقيه وضعه الله (الکافی ج ۴ ص ۳۱)

(ترجمہ) بخدا رے زمین پر مجھے کوئی عمل تقیہ سے زیادہ پیارا نہیں۔ اے حبیب جو شخص تقیہ کرے اللہ اسے سہلاند کرتے ہیں اور جو تقیہ نہ کرے اللہ اسے ہستی میں دھکیل دیتے ہیں

انکے ہاں ایک روایت یہ بھی ہے جو انہوں نے امام جعفر صادق کے نام سے بنا رکھی ہے

یا ابا عمرو ان سمعہ امیر الدین فی التقيه ولا یمن لمن لا تقيه له (اینا)

(ترجمہ) اے ابو عمرو دین کے دس میں سے نو حصے تقیہ میں ہیں اور جو تقیہ نہ کرے اسکا دین و ایمان ہی کیا۔

انکے ہاں تقیہ اتنی بڑی عزیمت ہے کہ جو تقیہ نہ کہائے اسکا کوئی دین نہیں ہے

تقیہ اور دشمن کا ڈر ایک معنی میں

شیعہ علماء تقیہ کی لفظی کنزوری چھپانے کیلئے کہتے ہیں کہ یہ تحفظ نفس کا نام ہے یہ ڈر کے معنی میں نہیں۔ جو ابا عرض ہے کہ آپ کی اصول اربعہ میں تقیہ کو خوف اعداء سے بھی بیان

کیا گیا ہے امام جعفر صادقؑ کے نام سے مروی یہ روایت بھی دیکھئے  
 توفیکم من علوکم فی دولہ الباطل وحال الہندہ افضل ممن یعبدوا اللہ عزوجل  
 فکفرہ فی ظہور الحق مع الامام الحق الظاہر فی دولہ الحق (کتاب الحجۃ للکلینی حریم ص  
 ۲۸۶)

(ترجمہ) غلط حکومت اور صلح کے دور میں اپنے دشمن سے ڈرنا (تقیہ کرنا) برحق حکومت  
 کے دور میں امام برحق کے ساتھ ہو کر اللہ تعالیٰ کی عہدت کرنے سے بھی افضل ہے  
 حضرت علی مرتضیٰ کے ہاں یہ اسلام کی تعلیم نہ تھی اور ہمیں یقین ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے  
 بھی کبھی یہ بات نہ کہی ہوگی۔ شیعیت کے یہ یہودی اثرات ہیں جنہوں نے لگے معیار اخلاق  
 کو یہاں تک گر لویا کہ وہ تقیہ کو (باطل سے ڈرنے کو) اسلام کی ایک بہت بڑی شان سمجھتے  
 ہیں امام برحق کے ساتھ ہو کر حق بات کہنے میں انکی شان نہیں جتنی امام باطل کے ساتھ تقیہ  
 کرنے میں ہے لہذا للہ وانا الیہ راجعون  
 ————— تقیہ امت بظاہر ہے امامت اس کی ————— جو مسلمانوں کو سلاطین کا پرستار کرے

برسر اقتدار اگر بھی حضرت علی تقیہ تلے رہے رہے

شیعہ جب حضرت علی کو خلیفہ بلا فصل مانتے ہیں انہیں چوتھا خلیفہ نہیں مانتے تو سوال پیدا ہوتا  
 ہے کہ آپ پہلی تین خلافتوں میں جن کا زمانہ چوبیس سال کے قریب ہے روئے تقیہ نسب  
 تن کئے رہے یا آپ جب برسر اقتدار آئے اس وقت بھی آپ تقیہ ہی کرتے رہے؟ اللہ  
 ست کے ہاں آپ نے نہ پہلے چوبیس سال تقیہ میں بسر کئے اور نہ بعد میں کبھی روئے تقیہ  
 پائی۔ البتہ اثنا عشری شیعوں کے ہاں آپ اپنے دور خلافت میں بھی تقیہ کرتے رہے آپ کا  
 ڈرنا ختم نہ ہوا تھا اور آپ نے اپنی خلافت کی بنا پہلے تین خلفاء راشدین کی خلافت پر رکھی  
 اور خود بھی ان میں چوتھے خلیفہ راشد شمار ہوئے۔ اثنا عشری شیعوں کا مشہور عالم قاضی نور  
 اللہ شوستری کہتا ہے

حضرت امیر در ایام خلافت خود دید کہ اکثر مردم حسن سیرت ابی بکر و عمر را معتقد اند و ایشان را  
 بر حق مے دانند قدرت بر آن نداشت کہ کارے کند کہ ولایت بر نسلو خلافت ایشان داشت باشد  
 مجالس المؤمنین ج ۱ ص ۵۳)

(ترجمہ) حضرت علی نے اپنے دور خلافت میں دیکھا کہ اکثر لوگ ابوبکر اور عمر کی اچھی سیرت  
 کے معتقد ہیں اور انکو خلفاء برحق جانتے ہیں آپ اس پر قدرت نہ رکھتے تھے کہ کوئی ایسا کام



کریں جو انکی خلافت کے غلط ہونے کا اشارہ کرے  
 ملا محمد بن یعقوب کلبینی روضہ کافی میں لکھتا ہے کہ میں وہ حالات تھے جن کے باعث حضرت  
 علیؓ فدک کی زمین جو انکی اپنی سلطنت میں تھی حضرت فاطمہ کے وارثوں حضرت حسن اور  
 حضرت حسینؓ حضرت زینبؓ اور حضرت ام کلثومؓ کو نہ دے سکے اس سے پتہ چلتا ہے کہ شیعہ  
 عقیدے میں حضرت علیؓ کا عمل تقیہ صرف چوبیس سال تک معتد نہ رہا تھا بلکہ آپؓ عمر بھر  
 تقیہ کی چادر زیب تن کئے رہے ہاں ہمہ آپؓ امیر المومنین بھی کہلاتے تھے اور آپؓ کو شیر  
 خدا بھی کہا جاتا تھا

## حضرت علیؓ کا پہلی خلافتوں سے تسلسل

حضرت علیؓ نے خلیفہ بننے ہی حضرت عثمانؓ کے عہد کے قانیوں کو لکھا کہ تم  
 پہلے عمل پر ہی پھلے کرو اپنے عمل میں بس ایک جماعت ہو کر رہو میں اپنی خلافت کو  
 ان سے مختلف نہیں رکھنا چاہتا صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۲۶ پر ہے آپؓ نے کہا۔

ان علیا قال اقضوا کما کنتم تقضون حتی تکنوا جماعہ فانی اخش الاختلاف  
 اب ایک غیر جانبدار شہادت بھی لیجئے حافظ ابن حزم (۴۳۳ھ) لکھتے ہیں۔

ثم ولی علی فما غیر حکما من احکام ابن ہکر وعمر وعثمان ولا ابطال عہد  
 من عہود ہم ولو کان ذلک عندہ باطلا لما کان فی سعة منی ان تمیضی  
 الباطل وینفذہ وقدر تغت التقیہ منہ (کتاب الفصل جلد ۴ صفحہ ۹۷)

ترجمہ: پھر حضرت علیؓ والی بنائے گئے آپؓ نے پہلے تین خلفاء کے نافذ کردہ احکام میں  
 سے کسی کو نہیں بدلا اور انکے ادوار میں ان کا جو عہد کسی سے پابندھا گیا تھا آپؓ نے  
 اسے قائم رکھا کسی کو نہ توڑا اگر اس کا عقد آپؓ کے ہاں باطل ہوتا تو آپؓ کے لئے اسے  
 نافذ کرنے کی کوئی راہ نہ تھی اور تقیہ آپؓ سے اٹھ چکا تھا (آپؓ خود سربراہ تھے)

آپؓ نے حضرت معاویہ کے نام جو خط لکھا کہ میری بیعت کرنے والے وہی لوگ  
 ہیں جنہوں نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی بیعت کی تھی اور میری  
 بیعت انہی شروط پر عمل میں آئی ہے جو عہد و بیان ان سے پابندھا گئے تھے سو اب  
 کسی کو مجھ سے اختلاف کرنے منجائش نہیں خلافت کی اساس مہاجرین اور انصار کی  
 شورشی پر ہے اور اس سے نکلنے کا کسی کو حق نہیں ہے

اس سے پتہ چلا کہ جس طرح حضرت عثمان سے یہ عہد لیا گیا تھا کہ وہ اپنے عہد خلافت میں سیرتِ شیعین کی پابندی کریں چوتھے خلیفہ نے بھی اب یہ شرط مان لی تھی کہ وہ پہلے خلفاء و صالحین کی پیروی کریں گے حضرت حسنؑ نے جب خلافت حضرت معاویہ کے سپرد کی تو آپ نے بھی ان سے یہی عہد لیا کہ وہ کتاب و سنت کے ساتھ خلفاء و صالحین کے طریقوں کے پابند رہیں گے۔

یہ تفصیلات بتا رہی ہیں کہ حضرت علیؑ کی خلافت کوئی آزاد اور نئی خلافت نہ تھی بلکہ پہلی تین خلافتوں سے بلا فصل مسلسل تھی جو لوگ سمجھتے ہیں کہ آپ بننا بر تقیہ پہلے نظام خلافت سے وابستہ رہے یہ ہرگز درست نہیں جب آپ خود خلیفہ تھے تو بھلا خلیفہ بھی کسی دباؤ کا شکار ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں

کیا آنحضرت نے بھی اپنے عہد میں کبھی تقیہ کیا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عہد حکومت میں مسلمانوں کی سپریم پاور تھے کوئی اور انسانی طاقت آپ سے اوپر نہ تھی جس کا آپ کو ڈر ہو یا جسے دکھانے کیلئے آپ کوئی عمل خلاف اصل اختیار کریں مزید برآں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو یہ یقین دلایا جا چکا تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو مخالف لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا واللہ یعصمک من الناس کے الفاظ میں یہ بشارت قرآن میں موجود تھی

اس پس منظر میں یہ تصور بھی نہیں کیا جاسکتا کہ محاذِ اللہ آپ نے اپنے عہد حکومت میں کبھی تقیہ کیا ہو اس باب میں اہل سنت کا عقیدہ یہی ہے

البتہ شیعہ عقیدہ اس باب میں مختلف ہے انکی معتبر روایات سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے سامنے حقیتاً وضوء میں پاؤں دھوتے تھے جبکہ مسئلہ یہ وضوء میں پاؤں پر مسح کیا جائے نہ کہ انہیں دھویا جائے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے خوف سے وضوء میں پاؤں پر مسح کرنے کے بجائے پاؤں کو دھوتے تھے۔

شیعہ حضرات کا اب تک اس پر عمل ہے اور انکا یہی عقیدہ ہے۔ لیکن اس بیان سے بہر حال یہ بات ضرور واضح ہوتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک میں عام عمل وضوء میں پاؤں کا دھونا تھا اور اسی پر امت عمل پیرا تھی درنہ لوگوں کے سامنے آپ کا پاؤں دھونے کا عمل اور کس لئے تھا

حضرت علی مرتضیٰؑ کے اخلاق پر ناروا حملہ



شیعہ حضرات کا حضرت علی مرتضیٰؑ اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ پردہ پیگندہ کہ ان کے قول و عمل میں مطابقت نہ تھی ایک بہت بڑی بھاری بات ہے۔ یہ لوگ اتنا بھی نہیں سوچتے کہ انکے اس بیان سے خود حضرت علی مرتضیٰؑ کے انطلاق کس قدر مجروح ہوتے ہیں۔ کیا کوئی سوچ سکتا ہے کہ حضرت علی مرتضیٰؑ تو اس مقام پر بھی نہ تھے جو آپ کے بیٹے حضرت امام حسینؑ کو حاصل تھا امام حسین نے اپنے دل میں جس بات کو حق سمجھا آپ نے اس کیلئے اپنے پاس طاقت نہ ہونے کے باوجود کسی کی پروا نہ کی اور میدان کربلا میں اپنی اور اپنے بچوں کی جانوں پر کھیل گئے اور اس وقت کسی تقیہ کو قریب نہ آنے دیا بلکہ آپ نے اس موقع پر آلِی (دقی) تقیہ کو بھی جائز نہ سمجھا کہ آپ کسی اور ملک کو ہجرت کر جاتے۔ مگر انتہائی افسوس کی بات یہ ہے کہ شیعہ اثنا عشری (جن کا دعویٰ ہے کہ وہ آپ کے چچے ہیں) نہ صرف یہ کہ آپ کے بارے میں آلِی تقیہ کے قائل ہیں بلکہ وہ امتدادی کا عقیدہ رکھتے ہیں اور اس کے فضائل بتاتے ہیں اور اسے دین کا ایک ایسا رکن سمجھتے ہیں کہ جس کے ماننے بغیر دین ہی نامکمل ہے۔ انہیں اتنا بھی معلوم نہیں کہ آلِی تقیہ جن عام لوگوں پر (بحالت مجبوری) جائز ہوتا ہے امتدادی تقیہ انکے لئے بھی جائز نہیں ہوتا چہ جائیکہ حضرت علی کے بارے میں یہ عقیدہ رکھا جائے کہ انہوں نے ۲۴ سال مسلسل تقیہ میں گزار دئے اور انہیں کسی اور طرف ہجرت کرنے کی راہ تک نہ مل سکی۔ پھر جب آپ خلیفہ ہوئے تو بھی آپ پر ایک لمحہ ایسا نہ آسکا کہ آپ تقیہ کی سیاہ چادر اتار کر سامنے آسکیں بلکہ اس دوران بھی آپ کو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی بیرونی کرنی پڑی۔ اب آپ ہی فیصلہ کریں کہ کیا یہ بات حضرت علی مرتضیٰؑ جیسی شخصیت کے اخلاق فاضلانہ پر ناروا حملہ نہیں؟ اور کیا یہ بات آپ کو پیشوا ماننے والا کبھی کہہ سکتا ہے؟

### امتدادی تقیہ کرنے والوں کی نزع کے وقت حالت

جو لوگ امتدادی تقیہ میں ساری عمر گزار دیں اور طاقت نہ ہونے کی صورت میں ہجرت بھی کریں انکی موت کے وقت کے کیا حالت ہوتی ہے اسے قرآن کریم سے سنئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

ان الذین توقاہم الملانکہ ظالمی انفسہم قالوا فیما کنتم قالوا کنا مستضعفین فی الارض قالوا الم تکن ارض اللہ واسعہ فتنہاجروا فیہا فاولئک ماوامہم جہنم وساءت

مصبوا الا المستضعفين من الرجال والنساء والولدان لا يستطيعون حيلة ولا يهتدون سبيلا فاولئك عسى الله ان يعضو عنهم وكان الله عفوا غفورا (پ ۵ النساء ۹۷ - ۹۸ - ۹۹)

(ترجمہ) بیشک فرشتے جب ان لوگوں کی جان قبض کرتے ہیں جنہوں نے اپنے اوپر (امتدادی تقیہ کا) ظلم کیا تو ان سے پوچھتے ہیں کہ تم کس حل میں رہے (تم نے کس حل میں زندگی بسر کی) وہ کہیں گے ہم زمین میں کمزور تھے وہ کہیں گے کیا خدا کی زمین کھلی نہ تھی کہ تم وہاں ہجرت کر جاتے؟ سو یہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہو گا اور وہ بری جگہ ہے لوٹنے کی۔ مگر جو ہیں بے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں میں سے جو نہیں کر سکتے کوئی تدبیر اور نہ جانتے ہیں کہیں کا راستہ سو ایسوں کو امید ہے کہ اللہ معاف کرے اور اللہ ہے معاف کرنے والا بخشنے والا

اس آیت کریمہ میں ان لوگوں کے لئے سخت وعید بتلائی گئی جو ساری زندگی تقیہ میں گزار دیں ہاں اس حکم عام سے وہی لوگ عورتیں اور بچے مستثنیٰ ہیں جو نہ کوئی تدبیر کر سکیں اور نہ انہیں کوئی راہ کا پتہ ہو اسکے بارے میں امید کی جاسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں معاف کر دے گا تاہم یہ بات صریح ہے کہ اسلام میں مستضعفین کی زندگی بسر کرنا کوئی قابل معافی گنہہ نہیں سمجھا گیا

قابل غور پہلو یہ ہے کہ کیا حضرت علی مرتضیٰ مستضعفین میں سے تھے؟ شیعہ عقیدہ یہ ہے کہ آپ ساری کائنات پر بھاری تھے اور کسی کو اسکے ساتھ مقابلے کی جرات نہیں تھی۔ اس طاقت کے ہوتے ہوئے انہیں مستضعفین میں سے جتنا بڑی زیادتی ہوگی۔ پھر یہ کہنا کہ آپ کو کہیں کا راستہ بھی معلوم نہ تھا کہ ہجرت کر جاتے یہ بھی درست نہیں شیعہ عقیدے میں آپ سے زمین کا کوئی حصہ چھپا ہوا تھا اور آپ کا علم سب پر حاوی تھا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ کو زمین کے ایک ایک ذرے کا علم ہو مگر ۲۴ مل تک یہ معلوم نہ ہو کہ مکہ اور مدینہ کے سوا بھی اور کئی مقامات ہیں جہاں لوگ رہتے ہیں اور وہاں پہلے تین خلفاء کے متفقہ کوئی نہیں تھا۔

بہر حال یہ لوگ جو صورت بھی اختیار کریں گے اسکی رو سے آپ کو تقیہ پر عمل چاہیے نہ ہر حال باطل ٹھہرے گا

جنوبی افریقہ شمال میں شیعیت پھیلانے کا منصوبہ



جنوبی افریقہ میں اصل آبادی حبشی نسل کے لوگوں کی ہے جب سے یہ ملک ڈچ لوگوں سے آزاد ہوا ہے یہاں باہر کے نظریات و افکار بڑی تیزی سے داخل ہو رہے ہیں اور ہر قوم یہاں اپنے اثرات پھیلانے اور اپنے نظریات قائم کرنے میں کوشاں ہے۔ ایرانیوں نے بھی محض لگے سیاہ رنگ کو دیکھ کر انہیں اپنا سمجھ لیا اور جب جنوبی افریقہ میں یہ کسی گروہ کی شکل میں چلتے ہیں تو ایرانی یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارے محرم ہی کے جلوس ہیں حالانکہ ان میں ہزاروں نہیں لاکھوں افریقہ مسلمان تک نہیں ہوتے۔

یہاں اہل سنت والجماعت کے اپنے حلقے سالہا سال سے موجود ہیں اور اسلام کی خدمت کر رہے ہیں جنوبی افریقہ کی آزادی کے بعد سنی مسلمان یہ عزم لیکر اٹھے کہ یہاں کی آبادی تک قرآن و سنت کا پیغام عام کیا جائے اور صحابہ کرام کے نقوش ابھر کئے جائیں۔ انہیں یہ بتایا جائے کہ اسی نسل سے ایک ایسی شخصیت بھی اٹھی تھی جس پر اہل اسلام کو فخر ہے اور جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بہت قریب رکھتے تھے۔ جنہیں حضرت ابو بکر نے ہماری قیمت دے کر غلامی سے آزاد کر لیا۔ جنہیں عمر فاروق اپنا سردار کہا کرتے تھے۔ جن سے حضرت حسن اور حضرت حسین محبت کرتے اور اذان دینے کی خواہش کرتے۔ یہ شخصیت حضرت بلال حبشیؓ کی ہے آپ اسی افریقہ کے میدانوں سے نکلے اور عرب کے صحراء میں آسمان ہدایت کے فوارے بن کر پھوٹے۔

مگر افسوس کہ شیعہ ذاکروں اور مجتہدوں نے یہاں یہ بحث چلا دی کہ ان باتوں کا کوئی قاعدہ نہیں اصل یہ ہے کہ حضرت علی مرتضیٰؓ کن لوگوں میں سے تھے؟ تاکہ بحث کا رخ دوسری جانب ہو جائے اور یہاں کے وہ لوگ جو پہلے ہی مسلمان ہیں متذبذب ہو جائیں۔ اور اسلامی تاریخ کو مسخ کر دیا جائے

چنانچہ کچھ عرصہ سے یہ بحث عوام و خواص میں چل نکلی کہ حضرت علی مرتضیٰؓ کن لوگوں میں سے تھے؟ ان عوام میں سے جن کے خلاف حق کہنے سے کسی دوسرے پر کوئی اثر نہیں ہوتا اور اس بات کا کوئی ماننے والا نہیں ہوتا یا آپ ان بڑے لوگوں میں سے تھے جن کی جنبش لب پر لاکھوں انسانوں کے دلوں کی دھڑکنیں چلتی ہیں اور ایسے لوگوں پر ہر حال میں حق کا اظہار واجب ہوتا ہے۔

اٹھ عشری شیعہ حضرت علیؓ کو ان لوگوں میں سے سمجھتے ہیں جن کیلئے تہذیب کرنا جائز (ہی نہیں) بلکہ بڑی عزیمت کا عمل ہے اور شیعیت کی پوری تاریخ اسی عقیدہ کے گرد گھومتی ہے جب خلافت کا مسئلہ زیر بحث آئے اور یہ بات چلے کہ اگر حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ اس خلافت کے حقدار نہ ہوتے تو ان کا جملہ اہل بیتؓ میں مسلمانوں سے کیا تھا تو

حضرت علیؑ نے ان تین خلافتوں کو کیوں قبول کیا تو شیعہ کی طرف سے یہی جواب ملتا ہے کہ آپ نے تقیہ کیا تھا اور آپ بچک ان لوگوں میں سے تھے جن کے تقیہ کرنے سے کسی کے ایمان پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ جب ترتیب قرآن کا مسئلہ چلے اور یہ کیا جائے کہ اگر قرآن کو ترتیب نزولی پر جمع کرنا ضروری تھا تو حضرت علیؑ نے اس موجودہ ترتیب کو الہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مرضی کی ترتیب کیوں تسلیم کیا تو جواب یہی ملے گا کہ آپ نے حقیقتاً ایسا کیا تھا اگر کہا جائے کہ حضرت ابو بکرؓ نام برحق نہ تھے تو حضرت علیؑ ان کے پیچھے نمازیں کیوں پڑھتے رہے تو انکا مشی کیس گے کہ آپ کا ایسا کرنا تقیہ کی بناء پر تھا الغرض تقیہ ایک ایسا عنوان ہے جس کے نیچے شیعیت بڑی جزی سے چلتی ہے آپ انکی کتابیں پڑھیں اور دیکھیں کہ کوئی ایسا عمل بھی جو حضرت علیؑ کرتے رہے اور اسی پر اہل سنت چلتے ہیں تو شیعہ علماء فوراً اس پر تقیہ کی سیاہ چادر ڈالیں گے اور لکھ دیں گے کہ

‘فہذا الغیر موافق للعلمہ قد ورد مورد التقیہ

یعنی یہ بات چونکہ اہل سنت والجماعت کے مذہب کے موافق ہے تو حضرت خاتم الحسن اور ائمہ اہل بیت نے اگر اس کو اپنایا ہے تو وہ از روئے تقیہ تھا سو ان دنوں شیعہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم سنی مسلمانوں کے قریب آرہے ہیں تو انکا یہ آنا اور سنی مسلمانوں سے ملنا اس لئے نہیں کہ انکا عقیدہ اور نظریہ بدل چکا بلکہ یہ لوگ آج بھی اسی عقیدے پر سختی سے قائم ہیں جو انکے مجدد ملا باقر مجلسی (رحمہ اللہ) نے اپنی متعدد کتابوں میں لکھ دیا ہے اور یہی وہ کتابیں ہیں جن کی علامہ خمینی زندگی بھر نشر و اشاعت کرتے رہے۔ ملا باقر مجلسی کے ان عقائد کی تفصیل ہم اپنے کتابچہ SHIA'S BELIEFS میں کر چکے ہیں جو اس کتب کے آخر میں منسلک ہے (اسکا انگریزی ترجمہ بھی ہو چکا ہے خواہش مند افراد اسلامک ایڈمی آف ماچسٹر سے حاصل کر سکتے ہیں)

خالد محمود رضا اللہ عزہ



اموذ بالله من الشیطان الرجیم - بسم الله الرحمن الرحیم

### افتتاح از چیئر مین ڈاکٹر سلمان ڈیگر (ڈیرن شی)

جناب مفتی خالد محمود صاحب - رحمۃ الاسلام عبداللہ الحسینی اور دوسرے مہمان دوستو۔ السلام علیکم  
آج کے اس جلسہ کا موضوع ان موضوعات پر گفتگو ہے جن میں اہل سنت اور شیعہ میں اختلاف  
پایا جاتا ہے مجھے بتایا گیا ہے کہ جناب عبداللہ الحسینی نے جمعیت علماء نئال کو خط بھیجا تھا کہ ان  
موضوعات پر ہم مناظرہ کریں  
حضرات۔ پہلے دس دس منٹ تعارفی تقاریر ہوگی پھر آپس میں کچھ ضوابط طے ہونگے اور پھر مناظرے  
کا آغاز ہوگا

حجۃ الاسلام عبداللہ الحسینی - - خطبہ -

میرے لئے یہ بڑی خوشی کا موقع ہے کہ میں جنوبی افریقہ نئال کے اورینٹ ہال میں اپنے سنی بھائیوں  
کے ساتھ بیٹھا ہوں اور میں جمعیت علماء نئال کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میری دعوت قبول کی  
ہو میری ایک دیرینہ خواہش تھی

اس اجلاس کے انعقاد کا مقصد جیسا کہ میں نے اپنے خط میں لکھ بھی دیا تھا یہ ہے کہ مجھے کئی  
رسالے اور پمفلٹ موصول ہوئے جن میں شیعہ مذہب کے بارے میں کچھ ایسی باتیں تحریر تھیں جو  
اصل کتابوں میں جن کا ان میں حوالہ دیا گیا تھا نہیں ملیں - اور اگر ان میں کچھ حوالے صحیح پائے  
گئے تو اس قسم کی روایات میں نے سنی لٹریچر میں بھی دیکھیں الجمعیت پبلیکشنز میں بھی ایسے کئی  
حوالے موجود ہیں

اس پمفلٹ میں جو مجھے بھیجا گیا پہلے اور دوسرے صفحہ پر کچھ حوالے ہیں جو شیعہ کتابوں سے قرآن  
کے بارے میں دئے گئے ہیں۔ جناب صدر آپ کو فیصلہ نہ فرمائیں لیکن ذرا پڑھ تو لیں اور پھر اسکو  
اصل کتابوں میں دیکھیں جن کے یہ حوالے ہیں۔ ہماری طرف بہت غلط باتیں منسوب کی گئی ہیں  
جناب صدر۔ اگر میں واقعی یہ عقیدہ رکھتا ہوں کہ اس قرآن کے علاوہ کوئی اور قرآن بھی ہے یا  
میرا کسی ایسے قرآن پر ایمان ہے جسکی آیات سترہ ہزار ہیں تو میں واقعی مسلمان نہیں ہوں میں یہاں  
آپ کو لکھ کر رہتا ہوں پھر آپ مجھے اس ہال سے جانے دیں اور اگر آپ کو اس پمفلٹ کے یہ

حوالے ان کتابوں میں نہ ملیں تو پھر قرآن کے موضوع پر ایک دو سہ صفحات شائع کیا جائے جس پر ہم دونوں شیعہ اور اہل سنت بھائی ہو کر رہ سکیں

یہ میرے ہاتھ میں ایک پمفلٹ ہے جس کا نام ایرانی انقلاب اور شیعہ ہے اور یہ جمیعت علماء مثال کی طرف سے تقسیم کیا گیا ہے۔ ہم ثابت کر سکتے ہیں کہ ہمارا کوئی اور قرآن نہیں ہے۔ میں اپنے دل میں اپنے سنی بھائیوں کے خلاف کوئی جذبہ نہیں رکھتا۔ ایرانی انقلاب کے بعد استعماری طاقتیں اب پھر سے ایران پر قبضہ کرنے کی فکر میں ہیں انکے ذہن میں ایران کی باری بونیا کے ختم ہونے کے بعد آئے گی امریکہ نہیں چاہتا کہ کسی طرح کشمیر کی مدد ہو۔ کسی طرح فلسطین کی مدد ہو۔ البیڑا کی مدد ہو۔ دنیا میں جہاں جہاں سنی پھیلے ہوئے ہیں اور امریکہ انہیں ہر جگہ دہانا چاہتا ہے ایران اس میں استعماری طاقتوں کے خلاف کھڑا ہے اور ہر جگہ اپنے سنی بھائیوں کی مدد کر رہا ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم مسلمان نہ ہوں۔ ہم مسلمان ہیں اور جب ہم اپنے سنی بھائیوں سے سنتے ہیں کہ تم کافر ہو تو ہمارا دل بہت دکھتا ہے اگر میں واقعی کافر ہوتا تو پھر تمہیں ایسا کہنے کا حق تھا لیکن یہ صورت حال نہیں ہے تمہارے پاس کوئی شہادت ہے کہ میں کافر ہوں اگر میں واقعی کافر ہوتا تو میں اپنی اصلاح کر لوں گا

میں نے مولانا یونس چٹیل کو فون پر کہا تھا کہ اگر میں غلط ہوں تو تمہارا بطور عالم ہونے کے فرض ہے کہ مجھے راستی پر لاؤ اور اگر میں راستی پر ہوں اور میرے پاس انکے وجوہ ہیں تو آؤ مجھے سنو میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے یہ موقعہ دیا۔ یہ ہے اس مناظرے کا پس منظر

چیمبرمین

میں سمجھتا ہوں کہ مناظرے کی وجہ کھل کر سامنے آگئی ہے ہم آج اسی لئے اس ہال میں جمع ہیں۔ اب ہمیں ٹائم ملے کرنا چاہئے اب پونے گیارہ بجے ہیں آج کا مناظرہ ڈیڑھ بجے تک جاری رہتا چاہئے صرف مناظرہ بولیں گے سامعین کو اس میں دخل نہ دینا چاہئے۔ ایک طرف سے عبد السلام عبداللہ الحسینی مناظرہ ہونگے اور دوسری طرف سے مفتی خالد محمود صاحب۔ جو مانچسٹر سے آئے ہیں

مفتی خالد محمود صاحب --- خطبہ (اپنی شہادت پر مبنی)

جناب چیمبرمین اور سامعین کرام

ہم یہاں اس لئے جمع ہوئے ہیں کہ جو مسائل ہم میں اور شیعہ میں اختلافی سمجھے گئے ہیں ان پر گفتگو کریں ہم اسلئے یہاں نہیں آئے کہ اس پر بحث کریں کہ اس وقت بونیا میں کیا ہو رہا ہے



کشیر میں کیا ہو رہا ہے اور فلسطین کن حالات سے دوچار ہے یہ وہ مسائل ہیں جن میں دو رائیں نہیں۔ سنی شیعہ دونوں جانتے ہیں کہ یوشیا مظلوم ہے کشیری عوام مظلوم ہیں فلسطینی عوام مظلوم ہیں۔ ذریعہ بحث وہ مسائل آتے ہیں جن میں مختلف آراء ہوں۔ حسینی صاحب نے اپنا وقت ان باتوں میں لگایا ہے ہم اسکے سوا کیا کہہ سکتے ہیں کہ ضائع کیا اور اگر وہ رو رو کر کر یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ میں مسلمان ہوں کافر نہیں ہوں تو اتنی بات تو وہ بھی جانتے ہو گئے کہ رونے سے عقائد ثابت نہیں کئے جاتے ہاں یہ بات درست ہے کہ محرم میں رونے سے کچھ نہ کچھ عقائد کا پتہ چل جاتا ہے

آپ نے یہ جو کہا کہ اس پمفلٹ میں کچھ حوالے ہیں جو اصل کتابوں میں نہیں ملتے۔ کتابوں کی مختلف اشاعتوں کی وجہ سے صفحہ نمبر میں اختلاف ہو جاتا ہے اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جاتا کہ حوالہ غلط ہے

آپ نے جو پمفلٹ پیش کیا میں نے نہیں دیکھا لیکن میرا تجربہ بتاتا ہے کہ یہ صفحات اختلاف ایڈیشن سے بدلے ہو گئے۔ یہ نہیں کہ اصل حوالے غلط ہوں، میں حسینی صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ ان حوالوں پر نشان لگادیں جنہیں وہ سرے سے غلط سمجھتے ہیں اور وہ اصل کتابوں میں نہیں ملتے ان حوالوں کو لکھ کر اور ان پر انکار کر کے وہ ان پر دستخط کردیں پھر وہ تحریر انہیں بھیج دیں جنہوں نے وہ پمفلٹ شائع کیا ہے پھر حسینی صاحب کو پتہ چل جائے گا کہ وہ حوالے ان کتابوں میں کہاں کہاں ہیں

یہ میرا ایک پمفلٹ ہے جو میں نے لکھا ہے عقائد الشیعہ یہ بلا جبرہ شیعہ کتابوں کے حوالجات ہیں اس میں بتایا گیا ہے کہ شیعہ کے عقیدے قرآن کے بارے میں کیا ہیں، پنجیلوں کے بارے میں کیا ہیں۔ صحابہ کے بارے میں کیا ہیں۔ اہل بیت کے بارے میں کیا ہیں، بلا جبرہ کا مطلب یہ ہے کہ اس میں مولف یا مرتب کی کوئی بات نہیں۔ میں اپنا یہ پمفلٹ حسینی صاحب کو دیتا ہوں وہ کسی حوالے پر انگلی رکھیں کہ یہ غلط ہے اصل کتابوں میں موجود نہیں

(نوٹ از مرتب) اس دوران حسینی صاحب مفتی خالد محمود صاحب کا وہ پمفلٹ ہاتھ میں لیکر کہتے ہیں کہ یہ پمفلٹ میرے پاس موجود ہے۔ لیکن حسینی صاحب نے اسکے کسی حوالہ کے بارے میں یہ نہ کہا کہ یہ غلط ہے اور نہ اس میں کسی پر اعتراض کیا۔ کیونکہ انہیں پتہ تھا کہ یہ حوالے انکی اصل کتابوں میں موجود ہیں)

(مفتی خالد محمود نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا کہ) میری تجویز یہ ہے کہ پہلی دونوں کی تقریریں پانچ پانچ منٹ کی ہوں اور اسکے بعد ہم دونوں دو دو منٹ لیں۔ دو دو منٹ کی بات جم کر سامعین کے سامنے آجاتی ہے اور بہت جلدی پتہ چل جاتا ہے کہ کس کی بات ثابت ہو رہی ہے اور کس کی بات ثابت نہیں؟ پھر اس میں غلط بحث کی بھی گنجائش نہیں ہوتی۔ تہہ پر شیعہ کی پوزیشن واضح

ہو جائے تو پھر باقی موضوعات پر بات زیادہ اچھے ماحول میں سامنے آنے کی  
 چیرمین کی حیثیت مجلس کو کنٹرول کرنے سے پر امن رکھنے اور وقت کی پابندی کرانے کی ہوگی اس  
 بات کے بھی وہ ذمہ دار ہونگے کہ مناظرین کے سوا کوئی اور نہ بولے۔ صحیح حوالہ کیلئے کتاب کو  
 اوھر سے اوھر یا اوھر سے اوھر لایا جائے گا  
 چیرمین موضوع زیر بحث پر فیصلہ دینے کے مجاز نہ ہونگے مسئلہ کے بارے میں فیصلہ دینا صرف علماء  
 کا کام ہے۔ سامعین خود اندازہ کر لیں گے کہ کس کی کشتی منجر حار میں ہے اور کون کنارے لگ رہا  
 ہے۔

چیرمین صاحب  
 جناب عبداللہ الحسینی۔ کیا آپ ان امور سے اتفاق کرتے ہیں اگر آپ مانتے ہیں تو تقیہ پر پانچ  
 منٹ میں اپنا موقف پیش کیجئے پھر مفتی صاحب پانچ منٹ میں اسکا جواب دیں گے  
 جناب عبداللہ الحسینی  
 میں تیار ہوں مگر اس شرط کے ساتھ کہ تقیہ کے بعد قرآن پر بھی بحث ہوگی کہ ہم اس قرآن کو  
 مانتے ہیں یا کسی اور قرآن کو  
 مفتی خالد محمود  
 جب ایک موضوع کا فیصلہ ہو جائے تو ہمارا دوسرا موضوع بیٹک شیعوں کا ایمان بالقرآن ہوگا ہم اس  
 کے لئے بھی تیار ہیں  
 جناب حسینی  
 مگر میں پہلے دفعہ پانچ منٹ زیادہ لوں گا مفتی صاحب نے اپنی تقریر میں پانچ منٹ زیادہ لئے ہیں

## اب مناظرہ شروع ہوتا ہے

جناب حسینی صاحب  
 (خطبہ کے بعد) جناب چیرمین حضرت مفتی صاحب علماء کرام اور سامعین  
 اسلام میں تقیہ جائز ہے یا نہ؟ یہ پہلا سوال ہے اور ان دونوں ہم عملاً تقیہ کر رہے ہیں یا نہیں یہ  
 دوسرا سوال ہے انکے سوا اس وقت کوئی تیسرا سوال نہیں۔  
 قرآن حدیث اور شیعہ، حدیث اہل سنت سب ملتی ہیں کہ تقیہ بعض اوقات واجب ہے بعض  
 اوقات حرام کبھی یہ مباح ہوتا ہے اور کبھی مکروہ، اور میں ان سب پر دلائل دینے کو تیار ہوں لیکن  
 وقت بڑا مختصر ہے۔



قرآن میں ہمیں تین آیتیں اسکے لئے ملتی ہیں

تقریب اسلام میں صرف خطرے کے وقت ہے جب تمہاری جان کو کوئی خطرہ ہو اسلام ہمیں بے وقوف بننے کی تعلیم نہیں دیتا تم کفر کا کلر کھڑا کرنا چاہتے ہو

آپ اگر بوسنیا میں ہوں اور پیچھے سے سرب آ رہے ہوں اور وہ ہمیں پکڑ کر پوچھیں گی کیا تم مسلمان ہو؟ آپ ہاں کہیں تو بے وقوفی ہوگی قتل کر دے گا وہ اسلام ہمیں ایسا کرنے کا حکم نہیں دیتا تم کہہ سکتے ہو کہ میں مسلمان نہیں ہوں تم اس طرح اپنی جان بچاؤ۔ میں نے بھی ایک دفعہ جبکہ میں افغانستان میں تھا اس طرح تقریب کیا تھا میں روسیوں کے مقابلے میں ایک گروہ کا کمانڈر تھا چالیس آدمی میرے ماتحت تھے میں نے ایک تقریب کر کے چالیس آدمیوں کی جان بچائی اب قرآن سے اسکی شجاعت لیجئے

لَا يَتَّخِذُ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ (پ ۳ آل عمران ۲۸)

(ترجمہ) نہ بنادیں مسلمان کافروں کو دوست مسلمانوں کو چھوڑ کر اور جو کوئی یہ کام کرے تو نہیں اسکو اللہ سے کوئی تعلق مگر اس حالت میں کہ کرنا چاہو تم ان سے بچاؤ تمام سنی مفسرین بھی تسلیم کرتے ہیں کہ یہ آیت تقریب کے بارے میں ہے۔ قرآن میں یہ دوسری آیت بھی ملاحظہ کیجئے

مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيْمَانِهِ إِلَّا مَنْ أَكْرَهَ وَقُلُوبُهُ مَطْلَبٌ بِالْإِيْمَانِ وَلَكِنْ مِنْ شَرِّ الْكَافِرِ صِلَاً فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِنَ اللَّهِ (پ ۱۳ النحل ۱۰۶)

(ترجمہ) جو کوئی منکر ہو اللہ سے یقین لانے کے بعد مگر وہ نہیں جس پر زبردستی کی گئی اور اسکا دل برقرار ہے ایمان پر دیکھیں جو کوئی دل کھول کر منکر ہوا سو ان پر غضب ہے اللہ کا اگر آپ صحیح بخاری کو اس آیت کے ذیل میں دیکھیں تو آپ کو عمار بن یاسر کا قصہ ملے گا جنہیں کافروں نے پکڑ لیا تھا کچھ لوگوں کو انہوں نے مار بھی والا حضرت عمار نے انکے خداؤں کی تعریف کر دی اس پر انہوں نے چھوڑ دیا پھر عمار دوست ہوئے آنحضرت کے پاس آئے آنحضرت نے اسکا سبب پوچھا انہوں نے جو کچھ ہوا تھا عرض کر دیا آپ نے انہیں حوصلہ دیا اور کہا کہ آئندہ بھی کبھی یہ صورت پیش آئے تو اس طرح کہنا

پھر قرآن میں مومن آل فرعون کا قصہ بھی مذکور ہے جو اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھا طاعت فرعون کے پاس تھی اور یہ جان کے خوف سے اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھا

وَقَالَ دَجَلُ مَوْمِنٍ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ (پ ۲۳ المؤمن ۲۸)

(ترجمہ) اور بولا ایک مرد ایمان دار فرعون کے لوگوں میں جو چھپاتا تھا اپنا ایمان -

فرعون کو پتہ تھا کہ وہ حضرت موسیٰ پر ایمان لایا ہوا ہے یہاں ایمان کیا ہے جسے وہ فرعون سے

چہارہاتھا وہ مومن تھے ہوئے تھا سو اسلام میں قرآن کی رو سے تہیہ کرنا جائز ہے ان تین آیتوں میں تہیہ کرنے کا حکم ہے علام بن یاسر نے تہیہ کیا اور آنحضرت نے اسے منظور فرمایا صحیح بخاری میں حدیث ہے التقیۃ الی یوم القیامہ (ج ۲ ص ۱۰۴۷)

مجھے ایک منٹ اور دیجئے دوسرا سوال کہ کیا ان دنوں ہم تہیہ کر رہے ہیں؟ میں پوچھتا ہوں کہ اگر میں کسی اور قرآن پر ایمان رکھتا ہوں تو تم کیا مجھے مار ڈالو گے؟ نہیں ایسا نہیں، یہاں حکومت جنوبی افریقہ کی اپنی ہے ہماری تمہاری نہیں تو جب تم مجھے مجبور نہیں کر سکتے تو میں تہیہ کیونکر کروں گا یہاں اگر میں کوئی دوسرا قرآن لے بھی آؤں اور آپ کو دکھا دوں تو بھی آپ مجھے مار نہ سکیں گے تو ایسی صورت میں ہم تہیہ نہیں کرتے اور نہ ان حالات میں تہیہ جائز ہے اب میں جو کہتا ہوں کہ میرا اسی قرآن پر ایمان ہے تو تہیہ سے نہیں کہہ رہا ہوں میرا ایمان ہے کہ یہ قرآن ہی صحیح ہے اور کوئی دوسرا قرآن نہیں

مفتی خالد محمود

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى الله خير اما يشركون ربنا افتتح بيننا وبين قومنا بالحق وانت خير المصدقين

بسم الله الرحمن الرحيم

اس وقت وہ تہیہ زیر بحث نہیں جو ایک عام آدمی حالات سے دب کر کرتا ہے، سوال زیر بحث یہ ہے کہ وہ لوگ جو خدا کی طرف سے مامور ہو کر آتے ہیں وہ رسول ہوں یا بقول شیعہ امام مہموم، کیا ان کے لئے بھی تہیہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ یہ وہ لوگ ہیں جن کے قول و فعل اور زبان و عمل سے حق کا چہرہ نکلتا ہے۔ سچائی کا پتہ چلتا ہے اگر یہ لوگ ڈر کر حق بات نہ کہہ سکیں اور تہیہ کرنے لگیں تو آخر حق کیسے ظاہر ہوگا اگر یہ لوگ دل میں کچھ رکھیں اور زبان سے کچھ کہیں تو سچائی کیسے کھلے گی اور اسکا پتہ کیسے چلے گا؟ اس پر ٹھنڈے دل سے غور کرنے کی ضرورت ہے

قرآن میں ایسی کوئی آیت ہو جو انبیاء و مرسلین یا ائمہ معصومین کیلئے جو ان کے نزدیک مامور بھی اسلئے ہیں کہ حق بات کہیں تہیہ جائز کرے تو آپ اسے پیش کریں۔ عام آدمی مجبوری کی حالت میں تہیہ کر سکتا ہے کیونکہ اسکا کفر و ایمان اسکی ذات تک محدود ہے، پیغمبر کا ایمان اور اسکی تعلیم اور امام کی بات صرف اسکی اپنی ذات تک محدود نہیں ہوتی ہزاروں کے ایمان اسکے سچ کہنے سے بنتے ہیں اور ہزاروں کے ایمان اسکے غلط بات کرنے سے (تہیہ کرنے سے) بگڑتے ہیں سو ان کے لئے تہیہ کیسے جائز ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ آپ نے جو آیات پیش کی ہیں عالی لوگوں سے متعلق ہیں مامور من اللہ درجے کے لوگوں کیلئے نہیں ہیں۔



شیعہ نے تفسیر کا یہ مسئلہ حضرت علیؑ کیلئے وضع کیا ہے جب ان سے کہا جاتا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ اگر خلیفہ برحق نہ تھے تو حضرت علیؑ نے انہیں کیسے مانا۔ حضرت عمرؓ اگر خلیفہ برحق نہ تھے تو حضرت علیؑ نے انہیں کیسے تسلیم کیا۔ حضرت عثمانؓ اگر جائز خلیفہ نہ تھے تو حضرت علیؑ نے انہیں کیوں قبول کیا۔ حضرت زید بن ثابتؓ نے اگر قرآن ترتیب نزولی کے مطابق جمع نہ کیا اور اسے کوئی اور ترتیب دی تو حضرت علیؑ نے اس قرآن کو کیوں کلام الہی مانا تو بس انکا ایک جواب ہوتا ہے کہ حضرت علیؑ نے تفسیر کر کے ان سب کو مانا دل سے انہیں نہ مانا تھا۔

سو تفسیر کا مسئلہ کھل گیا اسے شیعہ ان حضرات کیلئے ثابت کرتے ہیں جو انکے عقیدے کے مطابق مامور من اللہ تھے اور دلیل میں وہ آیات لاتے ہیں جو عالی درجہ کے لوگوں کیلئے مجبوراً کلمہ کفر کرنے کی اجازت دیتی ہیں۔ اس وقت مسئلہ زیر بحث عالی درجہ کے لوگوں کا تفسیر کرنا نہیں انبیاء کرام اور ائمہ عظام کے تفسیر کرنے یا نہ کرنے کا ہے

پھر حسینی صاحب نے تفسیر کی کوئی تعریف نہیں بتلائی اور نہ اسکا حکم بتلایا ہے کہ یہ عزیمت ہے یا رخصت ہے؟ بڑے لوگوں کیلئے ہے یا رخصت تلاش کرنے والوں کیلئے۔ انکا یہ کہنا کہ میں نے افغانستان میں تفسیر کیا تھا اسکا حکم تو بیان نہیں کرتا کہ یہ رخصت ہے یا عزیمت؟ اگر عزیمت ہے تو اسکے مطابق دلیل پیش کی جائے

آپ نے حضرت عمار بن یاسرؓ کا واقعہ تو بیان کیا لیکن انکے والدین کا تفسیر نہ کرنا اور حق بات پر ڈنکے رہنا اور اسکے لئے جان تک دے دینا اور اسلام کے پہلے دو شیعہ کہلاتا اسے آپ یکسر بھول گئے۔ انکا عمل عزیمت پر تھا اور حضرت عمارؓ کا رخصت پر۔ تو تفسیر کرنا دوسرے درجے کا عمل ہے آپ حضرت علیؑ کو اس دوسرے درجے پر لاتے ہیں اور حضرت امام حسینؑ کو اول درجے پر رکھتے ہیں جنہوں نے تفسیر نہ کیا تھا۔ کچھ تو سوچئے؟

حسینی صاحب اگر تفسیر کا حکم بیان کر دیتے کہ یہ رخصت ہے اور دوسرے درجے کا عمل ہے تو پھر وہ اسے انبیاء و مرسلین اور ائمہ معصومین خصوصاً حضرت علیؑ جیسے اہل عزیمت کیلئے ثابت نہ کر پاتے۔ رخصت اور عزیمت کی اس تفصیل کے بعد اب ان آیات کیلئے کسی شخص کی ضرورت نہ رہی کہ تفسیر کی یہ اجازت انبیاء و مرسلین اور ائمہ معصومین کیلئے نہیں صرف دوسرے درجے کے لوگوں کیلئے ہے جو اہل رخصت کہلاتے ہیں اور بڑے درجے کے لوگ تو ہمیشہ اہل عزیمت رہے ہیں۔

حسینی صاحب۔ اہل عزیمت صرف خدا سے ڈرتے ہیں انکے سوا انہیں کسی کا خوف نہیں ہوتا اور تفسیر ظاہر ہے کہ اسکی بناء ہی خوف پر ہوتی ہے۔ سو اہل عزیمت کیسے تفسیر کر سکتے ہیں۔ قرآن کریم میں ہے

النَّيْنِ يَبْلُغُونَ رِسْلَتِ اللَّهِ وَيَخْشَوْنَهُ وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ (پ ۲۲ الاحزاب ۳۹)

(ترجمہ) وہ لوگ جو پہنچاتے ہیں پیغام اللہ کے اور ڈرتے ہیں اس سے اور نہیں ڈرتے کسی سے

سوائے اللہ کے

جو لوگ رسالہ الہیہ کے امین ہوتے ہیں اور اسے آگے پہنچاتے کی ذمہ داری انہیں دی جاتی ہے تو جن کو وہ یہ رسالت پہنچاتے ہیں انہیں امتیں کہا جاتا ہے۔ روح البیان میں اسکا قاری ترجمہ ان الفاظ میں دیا گیا ہے

آتا کہ سے رسانند پیغام ہائے خدا را با امتاں خود (جلد ۷ ص ۱۸۲)

اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ الذین یبلغون رسالت اللہ میں مراد انبیاء اور ائمہ درجے کے لوگ ہیں وہ خدا کی باتیں اپنی امتوں تک پہنچاتے ہیں اور وہ کسی سے نہیں ڈرتے اور کبھی تقیہ اختیار نہیں کرتے۔ سو وہ آیات جو حسبتی صاحب نے پیش کی ہیں ان میں اجازت تقیہ صرف عالی درجے کے لوگوں کیلئے ہے اونچے حضرات کیلئے نہیں۔

حسینی صاحب

میں نے اگر تقیہ کی تعریف نہ کی تو اسلئے کہ ہم تقیہ کا ایک تصور رکھتے ہیں جو ہر کسی کو معلوم ہے اب اسکی تعریف کی کوئی ضرورت نہ تھی آپ اگر چاہیں تو لیجئے شیعہ کے بڑے عالم شیخ انصاری نے تقیہ کی تعریف یہ کی ہے

پھر میں نے قرآن سے ثابت کیا ہے کہ مومن آل فرعون اور عمار بن یاسر نے تقیہ کیا تھا اور صحیح بخاری میں ہے کہ حضور نے فرمایا کافر پھر ایسا کریں تو تم بھی اس طرح کہنا۔ پھر میں نے تقیہ کیلئے جو آیات پیش کی ہیں ان میں بڑے لوگوں کا اور چھوٹے لوگوں کا فرق نہیں ہے مثلاً لیجئے قرآن میں نماز کا حکم ہے تو جس طرح یہ حکم عالی لوگوں کیلئے ہے خاص لوگوں کیلئے بھی ہے۔ روزے کا حکم ہے تو دونوں کیلئے اسی طرح تقیہ کا حکم بھی دونوں کیلئے ہے

مفتی صاحب

آپ کا نام ہو گیا ہے تاہم کی پابندی کریں

حسینی صاحب

آپ بھی جتنا چاہیں لے لیتا

مفتی صاحب

یہ تمہارے طے کردہ ضابطے کے خلاف ہے



چشمبر میں

ہر فرق کو اتنی ہی وقت ملے گا، اگر یہ کچھ زیادہ وقت لیں تو آپ کو بھی اتنی ہی وقت زیادہ ملے گا

حسینی صاحب

میں اپنے دو منٹوں کے بعد گزارش کرتا ہوں کہ یہ وقت مجھے کافی نہیں

مفتی صاحب

جناب جیسرین، اگر حسینی صاحب وقت میں اپنی بات نہیں کہہ سکتے تو ہم اجازت دیتے ہیں کہ وہ اپنے دوسرے مناظر آفتاب حیدر کو کھڑا کر لیں شاید وہ اپنی بات کہہ سکیں

حسینی صاحب

نہیں، میں مناظرہ کروں گا

مفتی صاحب

لیجئے تہیہ کی تعریف میں یہ خوف کے الفاظ آگئے ہیں اس سے یہ واضح ہے کہ تہیہ وہیں ہوگا جہاں ڈر یا خوف ہوگا۔ حسینی صاحب مومن آل فرعون اور حضرت عمار بن یاسر عام لوگوں میں سے تھے مامور من اللہ لوگوں میں سے نہ تھے۔ مامور من اللہ حضرات کیلئے تہیہ کا ثبوت پیش کریں۔ آپ کا حضرت عمار کو یہ کہنا کہ آئندہ بھی ایسا کرنا یہ بطور حکم نہ تھا بطور اجازت تھا اور یہ اسلئے کہ حضرت عمار روتے ہوئے آپ کے پاس آئے تھے آپ اکی وکی کیلئے ایسا فرما رہے تھے کہ تو نے جو کیا ایسے حالات میں اسکی اجازت ہے آپ اگر یہ کہنا چاہتے کہ یہ میرا حکم ہے تو آپ یہ فرمادیجئے کہ تمہرے والدین نے جو تہیہ نہیں کیا جان دے دی انہوں نے غلط کیا ہے آپ بتلائیے کہ کیا آپ نے ایسا کیا تھا؟ نہیں تو اب حضرت عمار کو کو کہنا کہ آئندہ بھی ایسا کر لینا یہ فقط اجازت کے درجہ میں ہے حکم کے درجہ میں نہیں

پھر ہمارا موضوع عام لوگوں کیلئے تہیہ کا نہیں ان لوگوں کیلئے ہے جو رسالت الہیہ کے حاملین ہوتے ہیں انکے لئے تہیہ کرنے کا ثبوت دیجئے

حسینی صاحب

قرآن کی آیات مطلق ہیں وہ یہ نہیں کہتی کہ یہ حکم عام لوگوں کیلئے ہے اور یہ خاص لوگوں کیلئے ان آیات تہیہ میں کوئی تخصیص نہیں آپ اس بات کے مدعی ہیں کہ بڑے لوگوں کیلئے تہیہ جائز نہیں سو اسکا ثبوت آپ کے ذمہ ہے قرآن کی ان تین آیتوں میں تہیہ کا حکم ہے اور یہ آگے کسی کی تخصیص نہیں کرتیں

مفتی صاحب

قرآن کریم میں تقیہ کرنے کا کوئی حکم نہیں ایک اجازت ہے اور یہ محض اجازت ہے اور اجازت کو امر نہیں کہتے۔ آل عمران کی آیت **اَلَا اِنَّ تَتَّقُوا مَتَّحِمٌ تَقَاهُ** میں کافروں سے ظاہر داری رکھنے کی اجازت دی گئی ہے حکم نہیں دیا گیا کہ ایسا کرو۔ اسی طرح سورہ النمل کی آیت **اَلَا مَن اٰكْرَهُ وَقَلْبِهِ** مطمئن بالایمان میں بھی صرف اجازت دی گئی ہے حکم وہاں بھی نہیں۔ آپ بار بار یہ کیوں کہہ رہے ہیں کہ قرآن میں تقیہ کرنے کا حکم ہے اور پھر اسی طرح کا حکم ہے جس طرح نماز پڑھنے کا حکم ہے۔ یہ صرف اجازت ہے اور اجازت بھی بطور رخصت نہ کہ بطور عزیمت۔ اسکے شان نزول میں حضرت عمار کے والدین کی عزیمت اور شہادت کو سامنے رکھتے ہوئے تقیہ کو صرف رخصت کہا جاسکتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ اہل عزیمت کا کام نہیں

حسینی صاحب

یہ ٹھیک ہے کہ یہ صرف اجازت ہے تو اجازت بھی ان دونوں کیلئے ہے بڑے لوگوں کیلئے بھی اور عوام کیلئے بھی۔

مفتی صاحب

یہ تب ہوتا کہ حضرت عمار کے والدین کا عمل اسکے خلاف نہ ہوتا جب انہوں نے تقیہ نہیں کیا اور حضرت عمار نے کیا تو یہ بات دو درجوں میں منقسم ہوگئی ایک اہل رخصت کا عمل اور دوسرا اہل عزیمت کا۔ سو ہمیں کوئی اور محض پیش کرنے کی ضرورت نہیں یہ آیت خود ہی بتا رہی ہے کہ یہ صرف اہل رخصت کا عمل ہے

حسینی صاحب

آپ ان آیات سے اہل عزیمت کیلئے استدلال نہ کریں یہ آیتیں تو میں نے پیش کی ہیں تب اپنی طرف سے بھی تو کوئی آیت پیش کریں جو بتائے کہ مامور من اللہ درجے کے لوگ تقیہ نہیں کرتے

مفتی صاحب

میں قرآن پاک کی یہ آیت پیش کرچکا ہوں

الَّذِينَ يَلْمِزُونَ رِسَالَاتِ اللَّهِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّ اللَّهَ (پ ۲۲ الاحزاب ۳۹)

تقیہ خوف کی حالت میں ہوتا ہے اور رسالت الہیہ کے حاملین ایک خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے سو وہ تقیہ کیونکر کریں گے اس سے تو انکی ہر خبر مشکوک ہو جائے گی آپ لوگوں کی تفسیر مجمع



البیان میں ہے کہ ان حضرات کیلئے تفسیر جائز نہیں (۱)

حسینی صاحب

یہ آیت بھی عام ہے تمام مبلغین کیلئے۔ یہ نبیوں اور اماموں کیلئے خاص نہیں میں بھی مبلغ ہوں مولانا خالد محمود بھی مبلغ ہیں یہ (آلئب حیدر) بھی مبلغ ہیں یہ آیت ہم سب کو شامل ہے اور یہ صحیح ہے کہ مبلغین کو خدا کے سوا کسی سے نہ ڈرنا چاہئے۔ تفسیر بھی حرام ہوتا ہے اور یہ موقع جو اس آیت میں مذکور ہے ان مواقع میں سے ہو سکتا ہے لیکن آیت عام ہے کسی مفسر نے اس سے انبیاء وائمہ مراد نہیں لئے

مفتی صاحب

یہ آیت جو میں نے پیش کی ہے انبیاء اور مامور من اللہ لوگوں سے متعلق ہے وہ نئی رسالت الہیہ کے حاملین ہیں حسینی صاحب کا یہ کہنا درست نہیں کہ کسی مفسر نے اس سے انبیاء اور مامورین مراد نہیں لئے (حاشیہ ۲) اس آیت سے ما قبل آیت بھی نبیوں سے متعلق ہے اور بعد کی آیت میں ختم نبوت کا بیان ہے تو درمیانی آیت میں بھی نبوت کے حاملین کا ذکر ہے آیتیں اس ترتیب سے ہیں

۱- ماکان علی النبی من حرج فیما فرض اللہ لہ

۲- الذین یبلغون رسالات اللہ ویخشونہ ولا یغشون احدا الا اللہ

۳- ماکان محمد ابدا احد من رجالکم

جب یہ آیت ان دونوں کے درمیان ہے تو یہ اس تبلیغ رسالت کا بیان ہے جو انبیاء و مامورین لوگ کرتے ہیں وہ تفسیر نہیں کرتے کیونکہ انہیں کسی کا ر نہیں ہوتا

حسینی صاحب

یہ آیتیں سب ایک دوسرے سے جدا ہیں اور علیحدہ علیحدہ وقتوں میں اتری ہیں اور تمہارے عقیدے میں بھی یہ ترتیب نزولی کے مطابق نہیں تم بھی اسے ترتیب رسول کہتے ہو کچھ آیتیں دور نبوت کے آخر میں اتریں مگر وہ قرآن میں پہلے ہیں سو یہ تینوں آیتیں مختلف موقعوں کی ہیں جو ایک سورت میں جمع کردی گئی ہیں ان تینوں آیتوں کا آپس میں کوئی تعلق نہیں اور اس آیت کو کسی مفسر نے مامور من اللہ لوگوں سے خاص نہیں کیا

مفتی صاحب

آپ نے قرآن پاک کی ترتیب کے متعلق اپنا جو عقیدہ بتلایا ہے اس پر التماس ہے لیکن میں

موضوع سے نکلنا نہیں چاہتا آپ کسی درجے میں بھی آیات کے ربط کے قائل ہیں یا نہیں؟ آپ نے اب تک کوئی ایسی آیت پیش نہیں کی جو رسالہ الہیہ کے پاک حاملین کیلئے تفسیر کا دروازہ کھولے تاہم آپ نے سورہ النحل کی جس آیت کو تفسیر کرنے کا حکم قرار دیا ہے اسکا پہلی آیت سے کیا ربط ہے؟ آیت الامن اکرہ وقلہ مطمئن بالايمان سے پہلے یہ آیت موجود ہے

انما یفتقری الکذب الذین لا یؤمنون بآیات اللہ واولئک ہم الکافیون

(ترجمہ) جھوٹ تو وہ لوگ بناتے ہیں جن کو یقین نہیں اللہ کی باتوں پر اور وہی لوگ جھوٹے ہیں اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ اگلی آیت میں جس تفسیر کی اجازت دی گئی ہے وہ کذب کی ایک فرع (جھوٹ کی ہی ایک قسم) ہے لیکن بحالت مجبوری عمل کرنے والے پر اسکا مواخذہ نہیں ہوگا۔

حسینی صاحب آپ مانتے ہیں یا نہیں کہ تفسیر جھوٹ کی ہی ایک قسم ہے آپ بتلائیں کہ کذب اور تفسیر میں کوئی نسبت ہے عموم خصوص مطلق یا عموم خصوص من وجہ اور پھر ان میں التزام اور اجتماع کے ماوے بھی کھول کر بیان کریں

حسینی صاحب

آپ سوالات پھر دہرائیں

مفتی صاحب

کیا آپ کو سمجھ نہیں آ رہی

حسینی صاحب

ہاں نہیں آ رہی

مفتی صاحب

پھر آپ اپنے ساتھ کسی دوسرے عالم کو کھڑا کر لیں جو آپ کو سمجھاتا جائے میں نے صرف یہ پوچھا ہے کہ جھوٹ اور تفسیر میں کوئی نسبت ہے اور پھر تفسیر اور کتمان میں کیا نسبت ہے

حسینی صاحب

تفسیر اور کذب میں عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے عموم خصوص مطلق کی نہیں ہم کل تفسیر کذب کہہ سکتے ہیں لیکن کل کذب تفسیر نہیں کہہ سکتے۔ تفسیر ایک لحاظ سے کذب بھی ہوتا ہے لیکن آپ کل تفسیر کذب نہیں کہہ سکتے کیونکہ تفسیر میں آپ اصل بات ظاہر نہیں کر رہے ہوجہ اجبار جھوٹ کہہ رہے ہیں مگر چونکہ دل یہ نہیں کہہ رہا تو یہ جھوٹ نہ ہوا تفسیر ہوا

مفتی صاحب

اسکا مطلب یہ ہوا کہ تفسیر کسی صورت میں جھوٹ نہ ہوا تو پھر آپ کہیں کہ جھوٹ اور تفسیر میں تباہی کی نسبت ہے۔ آپ یہ کیوں کہہ رہے ہیں کہ ان میں عموم خصوص من وجہ ہے۔ پھر آپ



کا یہ کہنا ہم کل تقرہ کذب کہہ سکتے ہیں لیکن کل کذب تقرہ نہیں کہہ سکتے تو اس صورت میں یہ عموم خصوص مطلق ہوا من وجہ نہیں، اگر من وجہ ہے تو آپ اس میں دو بارے افتراق کے علیحدہ علیحدہ بتادیں اور ایک وہ جو کذب بھی ہو اور تقرہ بھی ہو۔ قرآن کریم سے آپ نے جو آیت تقرہ کیلئے پیش کی ہے اس سے پہلے کذب کا لفظ صریح طور پر موجود ہے جس سے واضح ہے کہ تقرہ ہے جھوٹ کی ایک قسم ہی مگر بوجہ جبر اس پر مواخذہ نہ ہوگا

حسینی صاحب

تقرہ اور کذب میں عموم خصوص من وجہ ہے ہم کل تقرہ کذب کہہ سکتے ہیں لیکن کل کذب تقرہ نہیں کہہ سکتے

مفتی صاحب

پھر تو یہ عموم خصوص مطلق ہوا جیسے کل انسان حیوان کہہ سکتے ہیں لیکن کل حیوان انسان نہیں کہہ سکتے بعض حیوانات ہیں جو انسان نہیں تو حیوان عام ہوا اور انسان خاص یہ عموم خصوص مطلق ہے کیا آپ اسے یوں نہیں کہہ سکتے کل تقرہ کذب من غیر ان یواخذ علیہ اور کل کذب یواخذ علیہ الا اذا کان من اجبار تو ان دونوں صورتوں میں تقرہ ہوگی جھوٹ ہی کی ایک قسم ہوگی اس میں آیتوں کا ربط بھی قائم رہے گا اور آپ کا عقیدہ بھی سامنے آگیا

حسینی صاحب

آپ پھر آیتوں کی ترتیب زیر بحث لے گئے ہیں آپ خود تسلیم کرتے ہیں کہ یہ ترتیب نزول نہیں ہے کوئی آیت کہیں کی ہے اور کوئی کہیں کی مگر اگر ایک جگہ کر دیا گیا ہے

مفتی صاحب

جناب من یہ ترتیب کی بحث تو آپ نے شروع کی تھی آپ مت گھبرائیے۔ آپ کا موجودہ قرآن کے بارے میں عقیدہ جو بھی ہو آپ کو چاہئے تھا کہ آیت الا من اکره وقلبه مطمئن بالايمان کو اس سے پہلی آیت کے ساتھ تو ملا کر پڑھئے یہ بات پہلے ہی کھل جاتی ہے کہ تقرہ ہے جھوٹ کی ایک قسم ہے گو اس پر معافی ہو جائے مواخذہ نہ ہو

حسینی صاحب

آپ نے ان دو آیتوں (الا ان لتلقوا منهم لقاء اور الا من اکره) میں تو رخصت اور عزیمت کی بحث شروع کر دی ہے لیکن کسی مفسر نے یہاں نہیں لکھا کہ یہ صرف اجازت ہے۔ یہ حکم ہے

اور مومن آل فرعون کے تقیہ کرنے میں تو رخصت اور عزیمت کی بحث نہیں چلتی قرآن میں ہے  
وقال رجل مومن من آل فرعون یکتُم ایمانہ (پ ۲۳ المومن ۲۸)

مفتی صاحب

(۱) مومن آل فرعون مامور من اللہ لوگوں میں سے نہ تھا (۲) جو نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل کی تجویز ہونے لگی اس نے اپنا تقیہ توڑ دیا (۳) قرآن کریم نے اسکی اس دور میں تعریف نہیں کی جب وہ تقیہ کر رہا تھا اسکی تعریف اس وقت کی گئی جب وہ تقیہ سے باہر نکلا (۴) یہ واقعہ نزول قرآن سے پہلے کا ہے ہم اس وقت کی شریعت کے پابند نہیں نہ اس وقت کی شریعت سے اپنے مسائل کا فیصلہ کریں (۵) یہاں تقیہ کے بجائے یکتم ایمانہ کے الفاظ آئے ہیں شیعہ مناظر نے اس آیت کو تقیہ کے موضوع پر پیش کر کے یہ بتا دیا ہے کہ اگے ہاں تقیہ کتمان کا نام ہے اب جہاں بھی کتمان کا لفظ آئے حسینی صاحب یہ نہ کہہ سکیں گے کہ یہ تقیہ کی بحث نہیں (۶) وہ مومن آل فرعون استدادی تقیہ کا پابند نہ تھا ورنہ وہ تقیہ سے باہر نہ آتا حسینی صاحب بتائیں کہ وہ آئی تقیہ کے قائل ہیں یا استدادی تقیہ کے؟

حسینی صاحب میں نے ان آیات میں رخصت اور عزیمت کا فرق نہیں کیا ہمارے سب مفسرین (ماثیہ ۳) اسے رخصت کہتے ہیں

حسینی صاحب

میں نے قرآن کی تین آیتوں سے تقیہ کا حکم ثابت کیا ہے جس طرح ائمہ الاسلام میں نماز کا حکم ہے اور وہ سب کیلئے ہے خدا نے تقیہ کرنے کا حکم بھی سب کو دیا ہے یہ نہیں کہ بڑے لوگ تو تقیہ نہ کریں اور چھوٹے کریں ہر شخص کو تقیہ کرنے کا حق ہے۔ اب اسکا جواب سنئے کہ تقیہ کب تک کیا جاسکتا ہے بخاری میں ہے اتقیہ الی یوم القیامہ پوری زندگی بھی انسان تقیہ میں رہے تو اسکی اجازت ہے بڑے لوگ بھی تقیہ کر سکتے ہیں تقیہ کا حکم عام ہے کوئی شخص پیش کریں جو کہے کہ بڑے لوگ تقیہ نہیں کر سکتے۔ یہ انکی شان کے خلاف ہے

مفتی صاحب

تقیہ کے مقابلے کا لفظ کیا ہے؟ صبر اور جہاد۔ یہاں تک کہ جان و مال سب خطرے میں پڑ جائے اور انسان ڈا رہے اگر تقیہ بڑے لوگوں کیلئے جائز ہوتا تو پھر قرآن صبر اور استقامت کو اہل عزیمت کا کردار نہ بتاتا۔ انبیاء و مرسلین سے بڑھ کر اور کون صاحب کردار ہو سکتے ہیں قرآن کریم کہتا ہے  
لتبطلون فی اموالکم وانفسکم ولتسمعن من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم ومن الذین



اشرکوا انی کثیرا فان تصبروا وتتقوا فان خالک من مزم الامور (پ ۴ آل عمران ۱۸۶)  
(ترجمہ) البتہ تمہاری آزمائش ہوگی مالوں میں اور جانوں میں اور تم سب کچھ الہی کتاب سے اور  
مشرکین سے بہت اذیت کی باتیں اور اگر تم نے صبر کیا اور استقامت دکھائی تو یہ بڑا عزیمت کا کام  
ہے

قرآن کریم میں یہاں صاف بتایا کہ الہ عزیمت کا کام ان مواقع میں صبر کرنا اور مصائب کو برداشت  
کرنا ہے تقیہ کرنا نہیں۔ الہ سنت کے ہاں الہ عزیمت کا کام صبر اور استقامت ہے اور شیعوں کے  
ہاں تقیہ صرف ایک اباحت ہی نہیں بلکہ اسے عزیمت کہتے ہیں (یعنی تقیہ کرنا الہ عزیمت کا کام  
ہے) قرآن میں انہیں کوئی دلیل نہیں ملتی جو تقیہ کو عزیمت ثابت کرے انہوں نے اس کے لئے ایک  
حدیث وضع کر رکھی ہے لا ایمان لمن لا تقیہ لہ کہ بغیر تقیہ کے کوئی ایماندار نہیں ہو سکتا

حسینی صاحب

تقیہ کے بارے میں ابن جریر اور ابن ابی شیبہ جیسے لوگ حضرت ابن عباس سے نقل کرتے ہیں اور  
ابن جریر ابن ابی حاتم اور حنفی سے بھی نقل کرتے ہیں کہ تقیہ ایک عام لفظ ہے اور یہ آج بھی  
جائز ہے جس طرح اسلام کے دوسرے کام ہیں جیسے نماز روزہ وغیرہ تقیہ کا حکم بھی اسی طرح ہے  
جیسے جہاد کا حکم ہے اور یہ سب کیلئے ہے بڑے لوگ ہوں یا چھوٹے

مفتی صاحب

حسینی صاحب - میں نے اصول کافی سے حدیث پیش کی تھی لا ایمان لمن لا تقیہ لہ اسکی رو سے تقیہ  
کرنا آپ کے ہاں عزیمت ہے اور دلیل میں آپ پیش کر رہے ہیں لا امن اکرم - اور لا ان ستوا منعم  
فقہ - جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ ایک رخصت ہے آپ کا دعویٰ تو عزیمت کا ہے اور دلیل آپکی  
رخصت کی ہے - آپ کے دعویٰ اور دلیل میں کوئی مطابقت بھی ہے ؟ آپ اتنی بات بھی سمجھ  
نہیں پا رہے -

حسینی صاحب

پھر اتنی بات تو ہم اور آپ میں متفق علیہ ہوئی کہ تقیہ جائز ہے گو آپ اسے چھوٹے لوگوں کیلئے  
جائز سمجھیں اور ہم اسے نماز روزہ کی طرح سب کیلئے حکم الہی کہیں تاہم اس کے جائز ہونے میں تو کسی  
کو کلام نہیں ہو سکتا

مفتی صاحب

نہیں۔ چھوٹے لوگوں کیلئے بھی تقیہ ایک متفق علیہ عمل نہیں ہے کئی محققین کی رائے ہے کہ اوائل میں جب ابھی اسلام کا غلبہ نہ ہوا تھا عام لوگوں کیلئے ڈر کر اور دب کر تقیہ کرنا جائز تھا لیکن جب اسلام ایک بڑی طاقت بن گیا اب ڈر کر اور دب کر کلمہ کفر زبان پر لانا جائز نہ رہا اسکے نزدیک وہ دونوں آیتیں جو شیعہ تقیہ کیلئے پیش کرتے ہیں منسوخ العمل ٹھہریں۔ اب نہ الا ان استوا منکم ظاہر پر عمل ہو سکتا ہے نہ الامن اکرمہ والی آیت پر۔ اور مومن آل فرعون کا کتمان ایمان بھی پہلی شریعت کی بات ہے نہ کہ ہماری اس شریعت کی۔ اور اس نے تو تقیہ توڑ بھی دیا تھا

حسینی صاحب

اب تک تو آپ عام لوگوں کیلئے تقیہ مان رہے تھے اب آپ نے انکے لئے بھی تقیہ کا انکار کر دیا ہے آپ اسے منسوخ بتاتے ہیں مگر حضرت حسن بصری کہتے ہیں کہ تقیہ قیامت تک کیا جاسکتا ہے کبھی منسوخ نہ ہوگا

مفتی صاحب

میں نے یہ نہیں کہا کہ تقیہ چھوٹے لوگوں کیلئے جائز ہے میں نے یہ کہا تھا کہ محققین اسے عالی لوگوں کیلئے بھی جائز نہیں سمجھتے اور اس اہانت کو اب وہ منسوخ کہتے ہیں (حاشیہ ۴) تو جب ایک طبقہ ہم سے یہ اختلاف رکھتا ہے تو اسے متفق علیہ کیے کہا جاسکتا ہے آپ کا یہ کہنا کہ ہم صرف اجبار کی صورت میں تقیہ کرتے ہیں تو بتادیں کہ آپ کے عقیدے میں باب الکتمان کیا ہے۔ کیا یہ بھی کسی اکراہ اور مجبوری میں سلنے آتا ہے حالات اور مسائل کو چھپانا بھی آپ کے مذہب کا کوئی عام باب ہے

حسینی صاحب

ہم کتمان اور تقیہ دونوں کے قائل ہیں تقیہ صرف مجبوری کی صورت میں کیا جاسکتا ہے اور کتمان عام صورت حال میں بھی ہو سکتا ہے ہم بلا ضرورت اپنے دین کو عام نہیں کرتے

مفتی صاحب

اب آپ بتائیں کہ مومن آل فرعون پہلے تقیہ کئے ہوئے تھا یا کتمان کر رہا تھا اگر وہ کتمان میں تھا تو آپ اس سے تقیہ پر استدلال کیوں کرتے رہے اب آپ کہہ رہے ہیں کہ تقیہ اور کتمان میں فرق ہے



## حسینی صاحب

میں نے تقیہ پر دو آیتیں پیش کیں آپ ان کا کوئی محض بیان کریں جس سے معلوم ہو کہ یہ آیات مامور من اللہ اور انبیاء کے بارے میں نہیں ہیں آپ نے اب تک اس پر کوئی آیت پیش نہیں کی

## مفتی صاحب

امام بخاری نے آپ کی پیش کردہ دونوں آیتوں الا من اکرہ لور الا ان حقوا منم ققاء کے بعد امتدادی تقیہ (کہ تقیہ عرصہ دراز تک چلے) کا بطلان اس آیت سے پیش کیا ہے

ان الذین توفاهم الملائکۃ ظالمی انفسهم قالوا لیم ککنتم قالوا کنا مستضعفین فی الارض قالوا الم تکن الارض لله واسعه فتنهاجروا فیها فاولئک ما واهم جہنم وسأت مصیرا (آپ ۵ النساء ۹۷)

اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ پہلی دونوں آیتوں میں بوجہ اجبار کلمہ کفر کہنے کی جو رخصت ہے اس تقیہ پر عمر گزاری قرآن کے نزدیک بڑا جرم ہے اور قرآن کی یہ آیت اسکی پرزور تردید کرتی ہے۔ سو اس رخصت کا اگر کسی درجے میں اعتبار بھی کیا جائے تو یہ سمجھی ہو سکے گا کہ وہ وہاں سے ہجرت کا ارادہ رکھے یا موقع پا کر اپنے میں لڑنے کی قوت پیدا کر لے اور اگر وہ اسکے بغیر تقیہ کر رہا ہے تو قرآن کی یہ آیت اسے ختم کر رہی ہے اسلام میں امتدادی تقیہ کسی صورت میں جائز نہیں کوئی آیت اسے مطلقاً جائز نہیں کرتی (حاشیہ ۵) ہم اہل سنت حضرت علیؑ جیسے بڑے لوگوں کا چوبیس سال بلکہ تیس سال تک امتدادی تھے پر جے رہتا کسی طرح تسلیم نہیں کرتے

## حسینی صاحب

تقیہ خوف اور ڈر کا نام نہیں تقیہ سے مراد تحفظ نفس ہے آپ کسی مقصد کے درپے ہوں اور اسکے لئے کچھ لوگ ہمدردی جان کے درپے ہوں اور اسلام کو آپ کی زندگی کی ضرورت ہو تو آپ کو تقیہ کر کے اسلام کیلئے اپنے آپ کو بچانا ہوگا تقیہ اس کیلئے کیا جاتا ہے اگر اپنی زندگی بچانے سے اسلام کی خدمت مقصود نہیں تو ایسی صورت میں جان دینی ہوگی اور تقیہ حرام ہوگا

ثانیاً آپ نے حدیث کا حوالہ دیا ہے لا ایمان لمن لا تقیہ لہ تو ہم اہل سنت کی طرح اپنی حدیث کی کتابوں کو صحاح اربعہ نہیں کہتے کہ یہ سب صحیح سمجھی جائیں سو فیصدی یا پچانوے فیصد۔ ہم اپنی کتابوں کو کتب اربعہ کہتے ہیں ہمارے علماء کہتے ہیں کہ فروع کافی اور اصول کافی میں بارہ ہزار حدیثیں ہیں جن میں تین ہزار قوی اور نو ہزار ضعیف ہیں

میں اسکے شواہد پیش کر سکتا ہوں پچھلے سال ایران میں ہماری ایک حدیث کی کتاب شائع ہوئی اور ہبلشر نے اسکا نام صحیح الکافی لکھ دیا اور اس میں اس نے اصول کافی کی چار ہزار حدیثیں لکھی تھیں اس میں ہمارے سب علمی حلقوں نے اسکی مخالفت کی پھر ہمارے ہاں ایک اور معیار بھی ہے کہ ہم انہی حدیثوں کو معتبر سمجھتے ہیں جو قرآن کے مطابق ہوں ہمارے ہاں حدیث قبول کرنے کا ہمیشہ ایک معیار رہا ہے آپ کے ہاں کوئی معیار نہیں ساری بخاری صحیح ہے

تقریر ذر کا نام نہیں اسی وجہ سے پیغمبروں کے بارے میں ہے کہ وہ ڈرتے نہیں حق کی محنت ایک جدوجہد ہے اس میں آپ کبھی وہ بات بھی کہیں جو نادرست ہو تو آپ وہ بھی کہہ سکتے ہیں اسکے باوجود آپ مومن رہیں گے جیسے ایک مومن آل فرعون تھا

مفتی صاحب

یہ وقت نہیں کہ ہم فن حدیث پر اصولی بحث کریں اس وقت موضوع تقریر ہے میں نے اصول کافی کی ایک حدیث پیش کی تھی شیعہ مناظر کو بتانا چاہئے تھا کہ یہ قوی ہے یا ضعیف - اور قرآن کے مخالف ہے یا موافق اور وہ اسے قبول کرتا ہے یا نہ ؟ - ان میں سے تو اس نے کوئی بات نہیں کی اور اصول حدیث پر اتنا وقت لیا ہے - اگر یہ حدیث معتبر نہیں تو یہاں لکھ دو تاکہ آپ کے دوسرے علماء بھی آپ کی کارگزاری دیکھ سکیں

آپ کا یہ کہنا کہ تقریر میں ذر اور خوف نہیں ہوتا یہ غلط ہے اپنی ہی کتابوں سے یہ الفاظ دکھائیں - نہیں تو اپنی کتاب اصول کافی کتاب الحجۃ سے امام جعفر صادق کے نام پر وضع کی گئی - یہ روایت پڑھیں

وتخوفکم من عدوکم فی دولۃ الباطل وحال الہندۃ افضل ممن یعبد اللہ عزوجل  
ذکرہ فی ظہور الحق مع الامام الحق الظاہر فی دولۃ الحق  
پھر حضرت علی کے نام سے وضع کی گئی اپنی یہ حدیث بھی دیکھیں

دانوا بالتقیۃ عن دینہم والخوف من الباطل فلرواحہم متعلقہ بالمحل الاعلیٰ  
کیا یہاں تخوفکم من عدوکم اور الخوف من الباطل کے الفاظ آپ کو نظر نہیں آتے پھر آپ کا یہ کہنا کہ تقریر ذر اور خوف کا نام نہیں کس طرح درست ہو سکتا ہے یہ آپ اپنے مذہب کے خلاف کہہ رہے ہیں

حسینی صاحب

میں نے قرآن سے تین آیتیں پیش کیں جن میں تقریر کرنے کا حکم ہے ان کا آپ نے کوئی جواب



نہیں دیا عمار بن یاسر کا اور مومن آل فرعون کا عمل تقیہ پیش کیا صحیح بخاری کا حوالہ دیا آپ بتائیں حضرت عمار کا عمل درست تھا یا نادرست؟ مومن آل فرعون ایمان چھپانے کے باوجود مومن تھا یا نہ؟ کیا بخاری میں التقیہ الی یوم القیامہ کی روایت نہیں ہے؟ آپ ایک ہی بات بار بار کہہ رہے ہیں کہ انبیاء اور ائمہ اور وہ لوگ جو مامور من اللہ ہوں تقیہ انکے لئے نہیں اس پر آپ نے کوئی دلیل پیش نہیں کی آپ نے جو آیت پیش کی وہ پیغمبروں سے خاص نہیں میں اور آپ بھی مسلح ہیں اور ہم اس آیت میں داخل ہیں سو آپ میری پیش کردہ آیتوں کے مقابل کوئی محض پیش نہیں کر سکتے

#### مفتی صاحب

آپ نے جو دو آیتیں پیش کی ہیں **الَا ان تَتَّقُوا اور الَا من اَکْوَہ** ان میں تقیہ کا حکم کہیں نہیں ہے نہ قرآن میں اَتَمُّوا السُّلُوہ کی طرح تقیہ کا کوئی حکم ہے اگر کہیں ہے تو آپ دکھائیں سو کسی پیرائے میں قرآن میں تقیہ کا حکم نہ ملے گا ان دونوں آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے کافروں سے دوستی اور کلمہ کفر کہنے سے نہی فرمائی اور پھر اس میں یہ دو استثناء فرمائے۔ اہل علم جانتے ہیں کہ نہی سے استثناء مفید اباحت ہوتا ہے یہ کوئی امر نہیں ہوتا کہ ایسا کرو۔ یہ وہ عورتوں کو دورانِ عدت نکاح کا پیغام دینے سے نہی فرمائی **ولَکِن لَا تَوَامِدُوہُن سِوَا اور اسکے بعد استثناء فرمایا الَا ان تَقُولُوا قَوْلَا** معروف اب کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ وہ عورتوں کو دورانِ عدت پیغام نکاح دینے کا حکم آیا؟ (معاذ اللہ)

پس جب قرآن میں کہیں تقیہ کا حکم ہی نہیں تو آپ بار بار محض کی تلاش کس لئے کر رہے ہیں کیا آپ کو اتنا فرق بھی معلوم نہیں ہوتا۔ ان دونوں آیتوں میں جو اباحت ہے اسکا اپنا درجہ کیا ہے یہ حضرت عمار اور انکے والدین کے عمل سے واضح ہے عمار کی طرح مجبوری کی صورت میں کلمہ کفر کہنا رخصت ہے اور انکے والدین کا جان دینا اور کلمہ کفر نہ کہنا یہ عزیمت ہے اسکا حاصل اسکے سوا اور کچھ نہیں کہ اہل رخصت تقیہ کر لیں اور اہل عزیمت نہ کریں۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں کہ تقیہ کے بغیر ایمان دار ہی نہیں ہو سکتا۔ جب یہ اباحت اور اجازت ہے ہی رخصت تو اہل عزیمت کیلئے اس آیت کا محض تلاش کرنا وقت ضائع کرنا ہے اور یہ بات کہ رسالہ الہیہ کے حاملین خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے ایک مستقل خبر ہے جو اہل عزیمت سے تقیہ کی نفی کر رہی ہے

حضرت عمار نے تقیہ کر کے جان بچانے کو اگر عزیمت سمجھا ہوتا تو وہ جنگِ منین میں تقیہ کر کے مخالفوں سے جا ملنے اور جان نہ دیتے آپ بتائیں کہ وہ تقیہ کو رخصت سمجھتے ہیں یا عزیمت جب آپ اسے رخصت مانتے ہیں تو کیا اس سے خود ہی عزیمت کی تخصیص نہ ہو گئی؟ اب محض کی تلاش کس لئے کچھ تو سوچئے

امام جعفر صادقؑ نے خود اسے رخصت فرمایا ہے۔ کسی شخص نے آپ سے پوچھا مد الرقاب احب الیک جان دینا آپ کو زیادہ پسند ہے یا علی سے لاتعلق ہونا۔ آپ نے فرمایا  
الرخصة احب الی اما سمعت قول الله فی حصار الا من اكره وقلبه مطمئن بالايمان (تفسیر نور الثقلین ج ۳ ص ۸۸)

(ترجمہ) مجھے تو رخصت زیادہ پسند ہے یہ اللہ کی وہ بات ہے جو اس نے ہمارے لیے کہی آپ نے اسے رخصت فرمایا معلوم ہوا عزیمت انکے ہاں بھی جان دینا ہی ہے یہ علیحدہ بات ہے کہ شیعہ علماء نے ائمہ اہل بیت کو اونچے لوگوں کے بجائے اہل رخصت میں جگہ دے دی ہے اور انکے لئے قیہہ جائز قرار دے دیا اور اسے ایمان کا ایک اہم رکن تک بتا دیا۔ رخصت کا یہ قول آپ اپنی تفسیر مجمع البیان میں بھی دیکھیں جو اس طرح ہے فعلى هذا تكون التقيہ رخصة والافصاح بالعق فضيلة (ج ۲ ص ۱۳۰)

کیا اس میں صاف طور پر رخصت کا لفظ نہیں اور اس کے مقابل کھل کر بات کہنے اور بات نہ چھپانے کو الفضل نہیں کہایا؟

حسینی صاحب

آپ کو ان آیتوں کا تھمس بتانا ہی ہوگا کہ انبیاء اور ائمہ معصومین کیلئے قیہہ کرنا جائز نہیں میں رخصت اور عزیمت کے فاصلے نہیں جانتا مجھے قرآن سے وہ تھمس دکھائیے جو کہے کہ مامور من اللہ درجے کے لوگوں کیلئے مجبوری میں کلمہ کفر کہنا جائز نہیں جب تک آپ نہ بتائیں گے میں بار بار یہ بات دہراتا رہوں گا آپ یا تو قیہہ مان لیں یا ان سے بڑے لوگوں کی تحقیق طلب کریں یہ میرے دلائل ہیں حاضرین فیصلہ کریں گے کہ میں نے قرآن سے اور حدیث سے قیہہ ثابت کر دیا ہے مومن آل فرعون کا قیہہ ہمارے لئے مثل ہے

مفتی صاحب

حسینی صاحب۔ سامعین کو دخل دینے پر کیوں افسار ہے ہیں اسکی وجہ سب سمجھتے ہوں گے۔ بحث مجھ میں اور آپ میں ہو رہی ہے سامعین کو درمیان میں لانا آپ کو کسی طرح زیب نہیں دیتا۔ قیہہ آپ کے ہاں عزیمت ہے بڑا اونچا عمل ہے اور جو دلیل آپ نے اس کے لئے پیش کی ہے وہ صرف جواز اور اباحت کی ہے یہ دعویٰ اور دلیل میں مطابقت نہیں قرآن میں کہیں قیہہ کا حکم نہیں دیا گیا اور رخصت کو اہل عزیمت کا عمل نہیں کہتے۔ شیعہ کتب حدیث میں قیہہ کا عزیمت کے درجے میں ہونا اس طرح لکھا ہے جسے امام باقرؑ کے نام سے پیش کیا جاتا ہے

التقيہ من ديني ودين آلهي ولا ايمان لمن لا تقيہ له (کتب الثانی ج ۳ ص ۱۳۳)



( ترجمہ : تقيہ مرا دين ہے اور ميرے باپ دادا کا دين ہے ) ( یہ غلط ہے امام باقر کے دلوں حضرت مسیحؑ نے تقيہ نہ کیا تھا ) اور جو تقيہ نہ کرے وہ مومن نہیں ہو سکتا )

يا ابا عمرو ان سمعہ امشار الدين في التقيہ ولا دين لمن لا تقيہ له ( ايضاً ص ۳۰ )

( ترجمہ : اے ابو عمرو دين کے دس حصوں میں سے نو تقيہ میں ہیں اور جو تقيہ نہ کرے اسکا کوئی دين نہیں )

والله ما على وجه الارض مني احب الي من التقيہ يا حبيب انه من كانت له تقيہ رفعة الله يا حبيب من لم تكن له تقيہ وضعه الله ( ص ۱۳۱ )

( ترجمہ : خدا کی قسم زمین پر کوئی چیز مجھے تقيہ سے زیادہ پیاری نہیں اے حبيب جو تقيہ کرے گا اللہ اسے عزت دیں گے اور جو تقيہ نہ کرے گا اللہ اسے کمینہ صفت لوگوں میں رکھیں گے ) ( استغفلا )

مومن آل فرعون کا تقيہ استدراوی نہ تھا جب ضرورت پڑی اس نے تقيہ توڑ دیا اور حضرت موسیٰ کے حق میں بیان دیا اس سے بھی یہی پتہ چلتا ہے کہ اسکے نزدیک عزیمت یہی تھی کہ حق بات کہہ دی جائے گو اپنی جان خطرے میں ہو

حسینی صاحب

مومن آل فرعون نے تقيہ کب توڑا یہ غلط ہے جب اس نے حضرت موسیٰ کے بارے میں دونوں باتیں کیں ان یک کاذبا فعلیہ کذبہ وان یک صادقاً یصحبکم بعض النبی علیکم تو اس نے اپنے ایمان کا اظہار تو نہ کیا

مفتی صاحب

آپ اس آیت کے پہلے الفاظ بھی پڑھیں وقد جاءکم بالبیت من ربکم اس میں اس نے اپنے ایمان کی بات کہی اپنے رب کا اقرار کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا اقرار کیا۔ اور اگلی جو بات کہی وہ بیادہ بر شک نہیں مخالفین کی ذہنی تقریب کیلئے تھی۔

حسینی صاحب

آپ یہ تو مانیں کہ وہ پہلے تقيہ کئے ہوئے تھا اس نے تقيہ کیا اور عمار بن یاسر نے بھی تقيہ کیا

مفتی صاحب

مگر حضرت عمار کے والدین بھی تو اسی سانچہ میں تھے انہوں نے تقيہ نہ کیا اور اسلام کے پہلے دو شہید کھلائے آپ انکے عمل کو کیوں بیان نہیں کرتے کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمار

کو کہا تھا کہ تمہارے والدین نے غلطی کا کام کیا؟ کہیں کہا ہو تو دکھادیں

حسینی صاحب

لیکن آپ نے حضرت عمار کو تو یہ کہا کہ آئندہ بھی ایسی صورت پیش آئے تو اسی طرح کرنا

مفتی صاحب

آپ نے انہیں ایسا انکی دلجوئی کیلئے کہا تھا وہ روتے ہوئے آپ کے پاس آئے تھے اور آپ کا انہیں ایسا کہنا بھی صرف اجازت کے طور پر تھا اس لئے نہ تھا کہ آپ (معاذ اللہ) حضرت عمار کے والدین کو غلط سمجھتے تھے حضرت عمار نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان الفاظ کو اگر عزیمت سمجھا ہو تا تو وہ جنگ صفین میں اس پر ضرور عمل کرتے

حسینی صاحب

قلم و استبداد کی تاریخ بہت پرانی ہے بنو امیہ نے ہمارے ساتھ کیا کیا ہم صرف تقیہ کی بدولت یہاں تک پہنچے ہیں کہ ہمارا دین اور عقیدہ قائم ہے اگر تقیہ نہ ہوتا ہم مومن کیسے رہ سکتے تھے

مفتی صاحب

پھر آپ کا عقیدہ و مذہب ظاہر دین تو نہ ہوا قرآن پاک میں تو دین اسلام کے سب دخول پر ظاہر اور غالب آنے کی خبر دی گئی ہے یہ چھپا دین وہ ظاہر دین کیسے ہو سکتا ہے جسکی خبر لیٹھوہ علی الدین کلہ میں دی گئی تھی

حسینی صاحب

آج ہم تقیہ میں نہیں ہیں ایران آکر دیکھئے خدا نے ہمیں کتنی عزت دے رکھی ہے اور وہاں ہمارے ہی عقیدے کا غلبہ ہے

مفتی صاحب

اگر یہ بات واقعی اس طرح ہے تو اسکی اطلاع امام جعفر کو دیں جنہوں نے آپ کے بقول دین کا نقشہ ان الفاظ میں دیا تھا اور شاید انہیں ایران میں آنے والے انقلاب کا پتہ نہ تھا انکم علی دین من مکتہ امزہ اللہ ومن لماعہ اذلہ اللہ (امول کافی باب ۲۲۶ باب ۱ کلتان)

حسینی صاحب

جب قرآن کہہ رہا ہے کہ حالت اجبار میں تقیہ کیا جاسکتا ہے اور اس طرح تم ظالموں کے ظلم سے بچ سکتے ہو تو اگر شیعوں پوری تاریخ میں مظلوم رہے ہیں تو پھر تقیہ اور کتمان ہی ہماری آخری امید گاہ ہے کہ ہم زندہ رہ سکیں بخاری میں ہے کہ تقیہ قیامت تک رہے گا



مفتی صاحب

اسکا مطلب تو یہ ہوا کہ شیعہ کبھی بھی اپنے عقائد میں نہ کھل سکیں گے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ایران میں بھی پوری طرح نہ کھل سکے آپ کا بار بار یہ کہنا کہ بخاری میں ہے کہ تقیہ قیامت تک کیلئے ہے آپ اسے حضور کی حدیث تو نہ کہیں۔ یہ بات نہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے نہ کسی صحابی کی۔ یہ حضرت حسن بصری کی اپنی فقہی رائے ہے کہ مجبوری کی صورت میں تقیہ کی جو اجازت تھی وہ غلبہ اسلام کے بعد منسوخ نہیں ہوئی۔ انکی یہ رائے قطعی تو نہیں کی ہمارے لئے حجت ہو اگر یہ بات کسی درجے میں بھی حجت ہوگی تو بعد کے محدثین اور مفسرین اسکی نفی نہیں کرتے۔ کسی فقیہ کی فقہی رائے کو حضور کی حدیث کے نام سے پیش کرنا دیانت کے خلاف ہے

حسینی صاحب

سو آپ اور ہم اس پر متفق ہوئے کہ تقیہ ہمیشہ کیلئے بھی ہو سکتا ہے قیامت تک رہ سکتا ہے

مفتی صاحب

نہیں۔ آپ میری بات ہی نہیں سمجھ پا رہے ہیں کیا یہ بہتر نہیں کہ آپ اپنے ساتھ کسی اور ساتھی کو بھی ملا لیں تاکہ وہ آپ کو بات سمجھاتا جائے میں ایک بات واضح کرتا جاتا ہوں اور آپ بار بار یہ کہتے ہیں کہ میں اور آپ متفق ہیں۔ آپ کی بات کے جواب میں کچھ رہا ہوں کہ نہیں۔ یہ امتدادی تقیہ کا بیان نہیں کہ کوئی شخص زندگی بھر تقیہ میں رہے۔ یہ صرف اس تقیہ کی اباحت کا بیان ہے کہ قیامت تک جب بھی اسکی ضرورت پڑے یہ کیا جاسکتا ہے منسوخ نہیں ہوا حسن بصری یہ بات کچھ رہے ہیں۔ پوری زندگی تقیہ میں گزار دینے کی اسلام پر گز اجازت نہیں دیتا

حسینی صاحب

وہ آیت تو کم از کم پیش کریں جو عمر بھر تقیہ کے رہنے کو روکتی ہو کوئی شخص تقیہ قیامت تک کے رہے اس سے کوئی آیت نہیں روکتی

مفتی صاحب

یہ آیت میں پہلے بیان کر چکا ہوں ایسے تقیہ باز کی نزع کی حالت قرآن میں اس طرح دی گئی ہے۔ فرشتے جب اگلی روح کو قبض کرتے ہیں تو انہیں پوچھتے ہیں کہ تم نے کن حالات میں زندگی گزاری وہ کہیں گے ہم زمین میں کثرت تھے کٹا مستضعفین فی الارض اس پر فرشتے کہیں گے

الم تکن لرض الله واسعہ فتهاجروا فیہا (پ ۵ النساء ۹۷)

(ترجمہ)

اب اس پر حکم الہی بھی من لو

فاولنک ماواہم جہنم وساءن مصیرا

(ترجمہ) وہ لوگ، میں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔

ان آیات سے یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ اسلام میں دوائی تھے کی اجازت رخصت کے درجے میں بھی نہیں ہے ہم آپ (شیعوں) کے اس عقیدے کو تسلیم نہیں کر سکتے کہ حضرت علی مرتضیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد پورے تیس سال تقیہ میں ہی رہے اور اسی حالت میں آپ نے اس دنیا کو چھوڑا۔ پہلے ۲۳ سال اس لئے کہ خلفائے ثلاث نے آپ کو خلافت کا موقع نہ دیا اور آئندہ پانچ سال میں اسلئے کہ آپ کی خلافت پہلی تین خلافتوں پر قائم تھی اور آپ اپنے دور خلافت میں اپنی حدود میں بھی کوئی ایسا کام نہ کر سکتے تھے جو حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کی پالیسی کے خلاف ہو آپ کا احساس تھا کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر اب تک لوگوں کے دلوں پر حکومت کر رہے ہیں اور اسی سبب سے آپ حضرت حسن اور حضرت حسین کو باغ فدک تک نہ دے سکے حالانکہ یہ باغ اب آپ کی عملداری میں تھا وہ بدستور بیت المال کا ہی حصہ رہا اور حضرت حسین اسکی آمدنی لیتے رہے سو آپ کی یہ تیس سالہ زندگی تقیہ میں گزری۔ یہ سورہ النساء کی آیت ۹۷ کے خلاف ہے۔ حضرت علی کا اپنا عقیدہ ہرگز تقیہ کا نہ تھا اور نہ انہوں نے تقیہ کیا آپ پوری زندگی تقیہ کرتے رہے یہ آپ پر شیعہ کا بہتان ہے

حسینی صاحب

آپ نے کہا کہ حضرت علی نے تقیہ نہیں کیا کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ حضرت علی کا تقیہ کے بارے میں کیا عقیدہ تھا

مفتی صاحب

یہ لیجئے آپ فرماتے ہیں

الایمان ان توثر الصلح حیث یضرک علی الکنب حیث یضعک وان لا یطعن فی حدیثک فضل عن مملک وان تلقی اللہ فی حدیث لمیرک (نیج البلاغہ ج ۴ ص ۱۵۵)  
(ترجمہ: ایمان یہ ہی ہے کہ تو بیچ کو اس وقت تک جب وہ تجھے ضرر پہنچائے جھوٹ پر ترجیح دے جب وہ جھوٹ تجھے نفع دے رہا ہو اور چاہئے کہ قول و فعل میں تضاد نہ ہو اور تو دوسروں کی بات نقل کرنے میں اللہ سے ڈرتا رہے

حسینی صاحب



یہ مسئلہ تو صرف ترجیح کا ہے آپ نے اس میں سچ کو ترجیح دینے کا مشورہ دیا ضرورت کے موقع پر جھوٹ کو ناجائز نہیں کہا جب قرآن مجبوری کی حالت میں تہیہ کی اجازت دیتا ہے تو ہم اس سے انکار نہیں کر سکتے ہمارے سامنے جو حدیث آئے ہم دیکھیں گے کہ قرآن کی خلاف تو نہیں میں نے تین آیتیں قرآن سے تہیہ کیلئے پیش کی ہیں ان میں صاف طور پر تہیہ کا حکم موجود ہے

رہا آپ کا یہ اصرار کہ یہ اجازت بڑے لوگوں کیلئے نہیں؟ تو بتایا جائے کہ بڑے لوگ اس موقع پر کیا کریں۔ چھوٹے لوگوں کیلئے تو آپ کے پاس قرآن کا حکم موجود ہو اور بڑے لوگوں کیلئے آپ اپنے پاس سے کہیں کہ اس کے لئے یہ اجازت اور رخصت نہیں ہے۔

تہیہ کرنے کا حکم قرآن نے دیا ہے آپ اس حکم سے انبیاء اور مرسلین اور ائمہ معصومین کو نکالنا چاہتے ہیں تو لائیے کوئی شخص جو کہے کہ بڑے لوگ تہیہ نہ کریں وہ بلا وجہ اپنی جائیں دیتے جائیں

مفتی صاحب

آپ نے حضرت علی کے ارشاد پر جو یہ کہا کہ یہ صرف سچ کو ترجیح دینے کی بات ہے آپ کی یہ بات صحیح نہیں یہ ایمان کا تقاضا ہے۔ حسی صاحب۔ آپ اب تک کوئی ایسی آیت پیش نہیں کر سکتے جس میں خدا نے ہمیں تہیہ کا حکم دیا ہو قرآن میں تہیہ کا حکم کسی کیلئے نہیں ہے۔ نہ کسی پیغمبر کیلئے اور نہ کسی عادی کیلئے پہلی عادی کیلئے اسکی اجازت بوقت شدت ضرور ہے مگر اسے حکم نہیں کہا جاسکتا کوئی اس پر عمل نہ کرے اور راہ عزیمت اختیار کرے اور اس میں اسکی جان بھی چلی جائے تو یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس نے قرآن کا حکم نہیں مانا بلکہ اس کا یہ عمل افضل ہوگا جیسا کہ حضرت عمار کے والدین نے کر کے دکھلایا تھا۔ اور وہ اسلام کے پہلے داعیوں کے نام سے پکارے گئے ان پر ہرگز کوئی ملامت نہیں کہ انہوں نے تہیہ کیوں نہیں کیا۔ تہیہ کرنا کوئی عزیمت نہیں نہ یہ دین کا کوئی ایسا اہم رکن ہے کہ اس کے بغیر ایمان ہی صحیح نہ ہو۔ اسلام میں اگر رخصت پر عمل کرنا ضروری ہو تو انبیاء و مرسلین کی تاریخ مبر و عزم سے خالی ہوتی دیکھئے اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا

فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل (پ ۲۱ الاحقاف ۳۵)

(ترجمہ) پس آپ صبر کیجئے جیسے مبر کرتے رہے امت والے رسول

اور حضور کی امت کو بھی تعظیم دی کہ جہاں تک ہو سکے عزیمت پر رہنا رخصت پر فوراً نہ آجائے گو اسکی مجبوری کی حالت میں اجازت رہی

وان تصبروا وتتقوا فان فلک من عزم الامور (پ ۳ آل عمران ۱۸۶)

(ترجمہ) اور اگر تم صبر کرو اور پرہیز گاری کرو تو یہ امت کے کام ہیں

حصینی صاحب

آپ کا یہ مطالبہ کہ لیل عزیمت کیلئے تہیہ کا حکم دکھلا میں کہتا ہوں کہ خاص انبیاء و مرسلین کیلئے کہیں نماز کا حکم دکھلا سب لوگوں کو کہنا گیا اتمہ الصلوۃ ان میں وہ بھی آگئے اسی طرح سب مسلمانوں کو تہیہ کا حکم دیا گیا اس میں بڑے بھی آگئے اور چھوٹے بھی۔ آپ کا یہ کہنا کہ خاص ان اہل عزیمت کیلئے تہیہ کا حکم دکھلا اصولاً درست نہیں پھر کیا اسلام کے ایک ایک حکم کیلئے یہ دو طرح کی آیتیں جمع کی جائیں گی

مفتی صاحب

نماز کا حکم تو قرآن میں ہے لیکن تہیہ کا تو سرے سے کوئی حکم نہیں مجبوری کی صورت میں صرف ایک استثناء ہے اور اہانت ہے اور ظاہر ہے کہ استثناء سے حکم ثابت نہیں ہوتا اسکا حاصل صرف یہ ہے کہ کوئی مسلمان مجبوری کی حالت میں کلمہ کفر کہے تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں ہوگا۔ یہ حکم کیسے بن گیا اگر قرآن میں کہیں تہیہ کا حکم دیا گیا ہے تو دکھائیے کہاں ہے؟ رہا آپ کا یہ مطالبہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے نماز پڑھنے کا حکم دیا ہم اسے پورا کرتے ہیں سنے

یٰٰاَیُّهَا الْمَؤْمِنُ قُمِ اللَّیْلُ اَقِیْلًا (پ ۲۹ الزل ۲)

(ترجمہ) اے کپڑے میں لپیٹنے والے رات کو کھڑا رہ مگر رات کے کسی حصہ میں۔

وَمِنَ اللَّیْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلًا لَّکَ (پ ۱۵ بنی اسرائیل ۷۹)

(ترجمہ) اور کچھ رات جاگنا رہ قرآن کے ساتھ یہ بڑھوتری ہے تیرے لئے

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِہَا وَمِنْ اٰتَاءِ اللَّیْلِ (پ ۲۱ طہ ۱۳۰)

(ترجمہ) اور پڑھنا رہ خویاں اپنے رب کی سورج نکلنے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے اور کچھ

رات کی گھڑیوں میں

اقم الصلوۃ لندلوک الشمس الی غسق اللیل (پ ۱۵ بنی اسرائیل ۷۸)

(ترجمہ) قائم رکھ نماز کو سورج ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک

اور پھر خبر کی صورت میں دیکھنا ہو تو اس آیت کو دیکھئے

اِنَّ رَبَّکَ یَعْلَمُ اَنْ تَقُوْمَ اِنِّیْ مِنْ ثُلُثِیِّ اللَّیْلِ وَنُصْفَہٗ وَثُلُثَہٗ (پ ۲۹ الزل ۲۰)

(ترجمہ) بے شک تیرا رب جانتا ہے تو کھڑا رہتا ہے نزدیک دو تہائی رات کے اور آدھی رات کے

اور تہائی رات کے

حسینی صاحب۔ کیا ان آیات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے نماز کا حکم نہیں ہے۔ ہم نے تو

آپ کا مطالبہ پورا کر دیا اب ہمارا مطالبہ پورا کریں قرآن میں ایک ہی ایسی آیت بتادیں جس میں

رسالہ الہیہ کے حاملین کو تہیہ کرنے کا حکم دیا گیا ہو۔ حکم تو کسی عادی کیلئے بھی نہیں۔ ہے تو

دکھائیں۔ یہ صرف استثناء اور اہانت ہے جسے آپ حکم کہہ رہے ہیں۔ کچھ تو خوف خدا کریں



حسینی صاحب

آپ یہ بتادیں کہ جب قرآن کتا ہے صلوات حضور اس حکم میں شامل نہیں ہو گئے اگر آپ اس حکم میں شامل ہیں تو تہیہ کے حکم میں کیوں شامل نہیں

مفتی صاحب

آپ ذرا لفظ صلوات کے مقالت تو گننا دیں۔ ائمہ اعلیٰ تو مختلف پیرایوں میں ستر سے زائد مقالت پر ملے گا۔ صلوات کہاں کہاں ملے گا۔ پھر ہم بتائیں گے کہ اس میں حضور شامل ہیں یا نہیں۔ جب خاص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے نماز کا حکم قرآن میں موجود ہے فصل لوبک تو اب عموم کے سارے آپ کیلئے نماز کا حکم ثابت کرنا اسکی کیا ضرورت ہے اور اس میں کیا حکمت ہے ایک عمل صلوات کو عموم سے ثابت کرنا انبیاء و مرسلین کیلئے اور ایک کمزوری کی محافی کو عموم سے پیچیدوں پر لانا کیا ان دو صورتوں میں کھلا فرق نہیں معلوم ہوتا ہے آپ لوگوں کی سمجھ کو کچھ ہو گیا ہے کہ بڑے درجے کے لوگوں کیلئے تہیہ ثابت کرنے کے درپے ہو رہے ہیں اور پھر انکے لئے وہ بات ثابت کر رہے ہیں جو کمزوری کی صورت میں صرف پھوٹے لوگوں کیلئے ایک رخصت تھی۔ خدا را ان بڑے آدمیوں کیلئے کہیں قرآن میں تہیہ کا حکم تو دکھائیں عموم کے سارا کب تک لیتے رہیں گے

حسینی صاحب

آپ عربی کا کوئی واحد کا صیغہ لیں جس میں حکم صرف پیغمبر کو دیا گیا ہو جیسے اتم اعلیٰ لوبک الفس اور پھر اس میں دوسرے لوگ مراد نہ ہوں یہ ایک واحد کا صیغہ ہے مگر سب کو شامل ہے اسی طرح کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ سب کو تہیہ کرنے کو کہا جائے اور اس عام حکم میں انبیاء اور مرسلین اور ائمہ معصومین بھی شامل ہوں اور اس کو سب کیلئے تہیہ کا حکم کہا جاسکے

مفتی صاحب

شیعہ مذاکر کی حالت پر رحم آرہا ہے کہ وہ کس بیچارگی میں عموم کے سارا چل رہے ہیں اور تہیہ جیسا عمل جس پر انکے پورے مذہب کی بناء ہے اور آپ کے ہاں حضرت علی کی زندگی کے آخری تیس سال اسی میں گزرے اسے اس قسم کے کمزور دلائل اور کمزوروں اور بے چاروں کو دی گئی رخصت اور لیاحت سے ثابت کیا جا رہا ہے۔ حسینی صاحب۔ آپ اسے بار بار نماز کی طرح کا حکم کہہ رہے ہیں آپ کو چاہئے کہ صاف اقرار کریں کہ میرے پاس ان خراس کیلئے تہیہ ثابت کرنے کی خاص درجے کی کوئی شہادت نہیں ہے اس لئے میں انہیں عوام میں لا رہا ہوں اور دلیل عموم سے لا رہا ہوں۔ کمزور زندگی بسر کرنے کی جو خدا نے اجازت دی ہے ہمارے یہ ائمہ اعلام اسی کمزور زندگی میں بیٹے رہے۔ (معاذ اللہ)

اگر آپ اس بات کا اقرار کریں تو پھر میں ثابت کروں گا کہ لا امن اکبر و قلب مطمئن بالانحیاء ان

لوگوں کیلئے سرے سے ہے ہی نہیں جو پیشوا درجے کے ہوں۔ سو اس وضاحت کے بعد اب کسی شخص کی ضرورت نہیں رہتی

**حسینی صاحب**

آپ نے میری پیش کردہ تینوں آیتوں میں کوئی شخص پیش نہیں کیا لیکن آپ نے مانا کہ عاقی لوگوں کیلئے تہیہ کی اجازت ہے اب آپ نے یہ کہہ دیا کہ یہ آیت سرے سے جماعتی قیادت کے لوگوں کو شامل نہیں۔ یہ تخصیص کہاں ہے؟

**مفتی صاحب**

ان آیات میں جو آپ نے پیش کی ہیں کلمہ کفر کہنے کی اجازت اس شرط سے مشروط ہے کہ اسکا اپنا دل ایمان پر قائم ہے اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ اسکی ذمہ داری صرف اپنے دل کے مطمئن بالایمان ہونے کی ہے جبکہ پیغمبر کی ذمہ داری صرف اپنے دل کو مطمئن بالایمان رکھنے کی نہیں اسکی امت کے دلوں کی ڈھرنکیں اسکی لب جنیش سے چلتی ہیں اگر وہ تہیہ کر کے دین کی کوئی غلط بات کہے تو اسکے ماننے والوں کے دل اپنی جگہ سے ہل جائیں گے۔ سو اسکے لئے تہیہ کی اجازت تب ہوتی اگر ان امتیوں کے دلوں کے بارے میں مطمئن بالایمان کی ضمانت دی گئی ہوتی۔ قرآن یہاں قبہ مطمئن بالایمان کہہ کر صرف ایک قلب واحد کا ذکر کرتا ہے قلوب کا نہیں۔ یہ آیت صرف ایک فرد کے ایمان کو زیر غور لاتی ہے ہزاروں کے ایمان کو نہیں۔ سو یہ سرے سے پیغمبروں اور ائمہ مامورین کے متعلق نہیں جنگی ایک جنیش لب اور حرکت عمل سے ہزاروں کے ایمان کا تعلق ہوتا ہے۔ اگر آپ کے پاس انبیاء اور ائمہ کے تہیہ کیلئے کوئی خاص آیت نہیں ہے تو آپ لکھ دیں کہ میں اس موضوع پر دلیل پیش کرنے سے عاجز رہا۔

**حسینی صاحب**

میں کیوں لکھوں؟ یہ بات پہلے کوئی طے نہیں ہوئی تھی آپ کا یہ مطالبہ خلاف موضوع ہے۔ میں نے اپنے موضوع پر دلائل دینے میں کوئی کمی نہیں کی میں نے اپنی تائید میں قرآن کی آیتیں پیش کی ہیں۔

**مفتی صاحب**

آپ یہ لکھ دیں کہ میں مامور من اللہ درجے کے لوگوں کے تہیہ کیلئے کوئی خاص دلیل نہ دے سکا تہیہ کی اجازت عام لوگوں کیلئے ہے انبیاء اور مرسلین اور ائمہ معصومین کیلئے بھی تہیہ کا جواز اسی سے ملتا ہے آپ کی یہ تحریر آپ کے ہم عقیدہ دوسرے علماء کو بھیج دی جائے گی پھر وہ تلاش کریں گے کہ اہل عزیت کیلئے تہیہ کے دلائل کہاں سے لائیں



### حسینی صاحب

میں کیوں لکھوں آپ خود لکھ دیں میں لکھوں گا تو یہ لکھوں گا کہ میں نے تقیہ کیلئے تین آیتیں پیش کی ہیں مولانا خالہ کہہ رہے ہیں کہ مجبوری کی حالت میں کہہ کفر گناہ رخصت ہے عزیمت نہیں میں کہہ رہا ہوں اجازت انبیاء اور ائمہ معصومین دونوں کیلئے ہے نبی اور امام بھی تقیہ کر سکتے ہیں

### مفتی صاحب

انبیاء اور ائمہ آپ کے عقیدہ میں اہل رخصت ہیں یا اہل عزیمت - حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ اولوالعزم رسولوں میں سے مانتے ہیں یا نہیں - اب آپ بتائیں کہ اہل عزیمت - عزیمت پر عمل کریں یا محض اجازت اور رخصت پر - اگر آپ جواب نہیں دے سکتے تو جناب آفتاب حیدر کو کھڑا کریں شاید وہ اہل عزیمت کیلئے رخصت پر عمل کرنے کی کوئی آیت پیش کر سکیں آپ کو تو لوگوں نے سن لیا

### حسینی صاحب

آپ نے قرآن پاک کے ایک حکم کو یوں ہی عام لوگوں کیلئے خاص کر دیا اور محض آپ پیش نہیں کرتے اور ہمیں کہہ رہے ہیں کہ ہم مت غریب لیں کیا میں عالم نہیں ہوں اور کیا میں متاثرہ نہیں کر رہا ہوں

اس عبارت میں اتنا استفراق کیلئے ہے اور اسکا مطلب یہ ہے کہ ہم میں سے کوئی تقیہ سے باہر نہیں میں نے جو آیتیں تقیہ کے حق میں پیش کی ہیں وہ سب کیلئے ہیں انبیاء اور ائمہ معصومین سب اس میں شامل ہیں اور چھوٹے درجے کے مجبوروں اور کمزوروں کیلئے بھی قرآن میں تقیہ کا حکم ہے اسکے لئے کسی کی تخصیص نہیں

### مفتی صاحب

آپ کو اپنی پیش کردہ تین آیتیں تو یاد ہیں میری پیش کردہ تین آیتوں کو بھی تو یاد رکھیں

۱ - النین یبلغون رسالات اللہ ویخشونه ولا یخشون احدا الا اللہ (پ ۲۲ الاحزاب ۳۹)

۲ - واذا اخذ اللہ میثاق النین اوتوا الكتاب لتبیینہ للناس ولا تکتُمونہ (پ ۲ آل

عمران ۱۸۷)

۳ - ان النین یکتُمون ما انزلنا من البینت والہدی من بعد ما بیناہ للناس فی الكتاب

اولئک یلعنہم اللہ ویلعنہم الامنون (پ ۲ البقرہ ۱۵۹)

پہلی آیت بتاتی ہے کہ جو لوگ رسالہ الہیہ کے حاملین ہیں وہ خدا کے سوا کسی سی نہیں دیتے سو

انہیں تقیہ کی کوئی ضرورت نہیں - دوسری آیت بتاتی ہے کہ اہل میثاق کو ہر حال میں حق بات کہنے کا حکم ہے اور حکم بھی موکد بنون حمید ہے وہ کتمان سے کام نہ لیں - تیسری آیت بتاتی ہے کہ جو لوگ الہی آیات کو چھپاتے ہیں ان پر اللہ اور مومنین لعنت کرتے ہیں اسکی انہیں اجازت نہیں تقیہ وہ نہیں کر سکتے - اب ظاہر ہے کہ اہل عزیمت لوگ انبیاء کرام اور ائمہ عظام کبھی ملعون نہیں ہو سکتے سو وہ دین میں تقیہ کبھی نہ کریں گے - یہ تین کے بدلے تین لیجئے اور آپ کی تینوں آیات میں سے کسی میں بھی تقیہ کا حکم نہیں ہے صرف معذورین کیلئے ایک استثناء ہے اور وہ صرف رخصت کا ایک درجہ ہے اور تیسری آیت پہلی شریعت سے تعلق رکھتی ہے مومن آل فرعون نے پھر تقیہ بھی توڑ دیا تھا اور حق بات کہہ دی تھی

#### حسینی صاحب

الذین یبلغون میں تبلیغ رسالت کا حکم عام ہے انبیاء اور ائمہ بھی تبلیغ رسالت کرتے ہیں اور ہم اور آپ بھی - سو اس میں سب شامل ہیں یہ آیت بڑے لوگوں سے خاص نہیں سو اس آیت سے آیات تقیہ کی تخصیص نہیں کی جاسکتی

#### مفتی صاحب

آپ نے غلط کہا ہے کہ آیت الذین یبلغون میں حکم عام ہے جناب من عام ہونا یا خاص ہونا یہ حکم کی صفات میں سے ہے اور یہاں تو مرے سے کوئی حکم نہیں یہ جملہ خبریہ ہے امر اور نہی جملہ انشائیہ میں ہوتے ہیں جب یہاں انشاء ہی نہیں تو حکم کہاں سے آگیا - اب جب یہ آیت خبر ہے تو آپ بتائیں کہ کیا اس میں علماء سو کی بھی خبر دی گئی ہے؟ ہرگز نہیں - یہ انہی لوگوں کی خبر ہے جو خدا سے ڈرتے ہیں - انکے بارے میں کہا ہے کہ وہ خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے سو ان مبغنین رسالات اللہ کیلئے جو خدا سے ڈرتے ہیں ہرگز کوئی تقیہ کی راہ نہیں نکلتی

اگر آپ کہیں کہ اس آیت میں علماء سو بھی داخل ہیں تو یہ قرآن کی تحریف ہوگی اور اگر یہ آیت علماء سو کی خبر نہیں دے رہی تو پھر یہ عام کیسے ہوگئی

#### حسینی صاحب

آپ بتائیں کہ جو علماء حق ہیں اور وہ پیغمبروں اور معصوموں میں سے نہیں انہیں مجبوری کے وقت تقیہ کرنے کا حق ہے یا نہیں اور وہ اس آیت میں آتے ہیں یا نہیں وہ نہ پیغمبر ہیں نہ معصوم - اگر انکے لئے تقیہ جائز ہو تو پھر یہ آیت عام رہی اس سے ان آیات تقیہ کی تخصیص نہ ہو سکے گی

#### مفتی صاحب



آپ کا یہ سوال کہ وہ علماء حق ڈر کے وقت تقیہ کر سکیں گے یا نہیں؟ ایک عجیب سوال ہے اور آپ کے پریشمن ذہن کی خبر دے رہا ہے۔ جناب۔ جب اس آیت میں لنگے نہ ڈرنے کی واضح خبر دے دی گئی ہے (وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ) تو پھر یہ پوچھنا کہ وہ ڈر کے وقت اور مجبوری کی صورت میں تقیہ کر سکیں گے یا نہیں ایک مجموعہ اضداد کے سوا اور کچھ نہیں ہے آپ اس سوال کو اس طرح پیش کرتے تو آپ کے علم کی آخری سطح فوراً سامنے آجاتی

وہ نیک لوگ جو مجبوری کی حالت میں کسی ظالم کے ڈر سے تقیہ کرتے ہیں انکے بارے میں کیا کہا جاسکتا ہے کہ وہ ایک اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے اگر یہ قضیہ صادق ہو تو اسکا مطلب اسکے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ کہنے والا معاذ اللہ خدا کو ہی ظالم کہہ رہا ہے کیونکہ نیک لوگ تو صرف خدا سے ہی ڈرتے ہیں اور کسی سے نہیں

پھر علماء حق اصلاً اس آیت میں شامل نہیں حکما انکو یہاں لایا جاسکتا ہے اصلاً یہ آیت انبیاء اور مرسلین کیلئے ہی ہے جو الہی رسالتوں کے براہ راست حاملین ہیں علماء حق رسالہ الہیہ کے حاملین نہیں وہ رسالت نبوت کے علمبردار ہیں حدیث میں العلماء و رشتہ الانبیاء موجود ہے جس کا معنی یہ کہ وہ نبیوں کے وارث اور نمائندے ہیں خدا کے براہ راست نمائندے صرف انبیاء اور مرسلین ہیں۔ اور آپ کے عقیدے میں ائمہ معصومین بھی۔ یہ حضرات ہیں جو الذین جہلہون رسالات اللہ کے اصلاً امین ہیں علماء حق ہرگز رسل اللہ نہیں۔ وہ رسل رسول اللہ ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذ کو یمن بھیجا اور ان سے پوچھا کہ آپ وہاں مقدمات کے فیصلے کس طرح کریں گے تو آپ نے وہ جواب دیا جسے حضور نے پسند فرمایا اور آپ نے فرمایا

الحمد لله الذي وفق رسول رسول الله (رواہ الترمذی ج ۱ ص ۱۵۹)

(ترجمہ) سب تعریف اس ذات کیلئے جس نے اپنے رسول کے رسول کو اس حق کی توفیق دی جس سے اللہ اور اسکے رسول راضی ہوں

اس سے پتہ چلا کہ رسالہ الہیہ کے حاملین صرف انبیاء اور ائمہ معصومین ہیں اور ان کی یہ شان ہے کہ وہ خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے علماء حق حکما انکے ساتھ ہو سکتے ہیں اصلاً یہ آیت انکو شامل نہیں نہ یہ عام رہی۔ اس نے بتایا کہ اللہ کے سوا کسی کا ڈر اور تقیہ ان الہی عزیمت کیلئے نہیں۔ عامی لوگوں کے الہی باطل سے ڈرنے کی جو گنجائش ہے وہ بھی ایک رخصت کے درجہ میں ہے یہ کوئی قرآن کا حکم نہیں ہے۔

حسینی صاحب

میں نے قرآن سے ثابت کیا ہے کہ اسلام بصورت اجبار تقیہ کرنے کا حکم دیتا ہے اور اس میں بڑے حضرات کیلئے کوئی تخصیص نہیں ہے تقیہ کا حکم سب کیلئے برابر ہے

(شیعہ مناظر پھر ان تین آیتوں کو پڑھتے ہیں اور ان سے تفسیر کا استدلال کرتے ہیں اور وہی بات کہتے ہیں جو وہ پہلے کئی دفعہ کہہ چکے ہیں)

#### چیمبرمیں

مجھے پتہ نہیں چل رہا کہ بار بار ایک ہی بات کیوں کہی جا رہی ہے بات کھل کر سب کے سامنے آچکی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اب آگے جانے کا کوئی فائدہ نہیں جب تک ہم کسی ایک بات پر متفق نہ ہوں آگے جانا بے سود ہے

#### حسینی صاحب

کیا میں کوئی تجویز دے سکتا ہوں۔ اب اس موضوع کو چھوڑیں اور کوئی دوسرا موضوع شروع کریں

#### مفتی صاحب

مگر تب جب آپ پہلے لکھ دیں کہ اب آپ آگے نہیں چل سکتے

#### حسینی صاحب

اہل سنت کی تفسیروں میں یہی لکھا ہے جو میں کہہ رہا ہوں کہ بڑے طبقے کے لوگ بھی بحالت مجبوری تفسیر کر سکتے ہیں

#### مفتی صاحب

آپ کوئی تفسیر پیش کریں جس میں یہ بات لکھی ہو کہ تفسیر صرف رخصت نہیں بل عزیمت لوگ بھی تفسیر کر سکتے ہیں قرآن تو کسی کو مستغنیٰ کی زندگی گزارنے کی اجازت نہیں دیتا اسلام میں استدلالی تفسیر کا کوئی تصور کسی عالم کی لئے بھی نہیں ہے

#### حسینی صاحب

یہ حقیقت ہے کہ ہمارے کچھ امام خطرناک حالات میں تفسیر کرتے رہے بعض امام زہر دے کر مارے گئے اور بعض قتل ہوئے ہو امیہ کے دور میں کتنے شیعہ بے گناہ مارے گئے بنو عباس کے دور میں بھی ہمارے ساتھ ظلم ہوتا رہا اور ہمارے اکثر اہل حالات میں صرف تفسیر سے زندہ رہے اور ظالم حکمران انہیں حق کی بات نہ کہنے دیتے تھے ابن جریر طبری اور مروج الذهب للمسعودی سے اسکی شہادتیں لی جاسکتی ہیں

#### مفتی صاحب

اور آپ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمارے میں کیا عقیدہ ہے کیا آپ بھی دین حق نہ بتا سکے آپ حق بیان کرتے رہے اور کوئی انہیں روکنے والا نہ تھا یا آپ بھی تفسیر میں زندگی بسر کرتے رہے



؟ اگر تفرقہ کرتے رہے تو آپ بتائیں کہ کس سے تفرقہ کرتے رہے؟ تفرقہ کا موضوع دوسرے تمام پہلوؤں سے ذریعہ بحث آپکا ہے اب اس پہلو پر آپ کا عقیدہ واضح ہو جائے

حسینی صاحب

آپ کا سوال کیا ہے؟

چیرومین

اپ سے پوچھا جا رہا ہے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسے حال میں رہے کہ حق کی بات نہ کہہ سکتے تھے آپ بھی تفرقہ کرتے تھے اور اپنے اصل دین کو پیش نہ کر سکتے تھے۔

حسینی صاحب

نہیں ایسا نہیں ہوا آپ بیش حق بیان کرتے رہے

مفتی صاحب

لیکن آپ بتائیں کہ کبھی آپ نے بھی تفرقہ کیا تھا اور آپ کسی پہلو سے اپنے مشن میں ناکام رہے

حسینی صاحب

اس میں دو سوال لپٹے ہوئے ہیں ایک یہ کہ کیا آپ تفرقہ پر یقین رکھتے تھے اور اسے جائز سمجھتے تھے یا نہیں؟ اسکا جواب ہاں میں ہے دوسرا سوال کہ کیا آپ نے بھی کبھی تفرقہ کیا؟ یہ سوال تاریخی ہے اسکے لئے ہمیں تاریخ کی طرف رجوع کرنا ہوگا مجھے یاد نہیں کہ حضور نے کبھی اپنی زندگی میں تفرقہ کیا ہو تاہم آپ تفرقہ کرنے کے مجاز تھے آپ نے خود کیا یا نہیں اسکی ہمیں سب تاریخ میں تلاش کرنی ہوگی

مفتی صاحب

پھر آپ کے ذمہ رہے گا کہ آپ ہمیں اطلاع فرمائیں۔ فرمائیے کب تک اطلاع دیں گے میں آپ کو ابھی اطلاع کرتا ہوں کہ آپ کی کتب تہذیب الاحکام میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تفرقہ کیا تھا اس سے آپ کا عقیدہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے عقیدے میں (معاذ اللہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے مشن میں کامیاب نہ ہو سکے اور آپ کو بھی کسی سے ڈر تھا جیسی تو تفرقہ کرتے رہے

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم عدل و انصاف کے نفاذ میں کہاں تک کامیاب رہے اس پر علامہ طہیسی اپنا عقیدہ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں یہ میرے ہاتھ میں انکا پمفلٹ ہے۔ اتحاد و یک جہتی۔ اور اسے سفارت خانہ ایران پاکستان نے شائع کیا ہے علامہ طہیسی لکھتا ہے جو نبی بھی آئے وہ انصاف کے نفاذ کیلئے آئے۔ لیکن وہ کامیاب نہ ہوئے یہاں تک کہ ختم

المرسلین جو انسانوں کی اصلاح کیلئے آئے تھے انصاف کا مظاہرہ کرنے کیلئے آئے تھے۔۔۔ وہ اپنے زمانے میں کامیاب نہ ہوئے (ص ۱۵)

میں پوچھتا ہوں کہ کیا آپ نے اپنے ان بے بسی کے حالات میں تہیہ کیا؟ اگر کیا تو اسکا مطلب اس کے سوا کیا سمجھا جاسکتا ہے کہ آپ امت کے سامنے اسلام کو کسی طرح پیش کرتے رہے اور اپنے گھر کے اندر کسی اور پیرائے میں اسلام بتاتے تھے سو جب اصل دین آپ نے امت کے سامنے پیش کیا نہیں تو پھر اس پر کامیابی اور ناکامی کا لیبل کیسے لگ سکتا ہے؟ یہ صورت حال نہ ہوتی تو علامہ قمی بھی جرات نہ کرتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ناکام بتائے

یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو رخی تصویر کہ صحابہ کے سامنے وضوء میں پاؤں دھوتے اور گھر میں پاؤں پر مسح کرتے ہمارے لئے ہرگز لائق تسلیم نہیں انبیاء اور ائمہ جو خدا کے مقرر کردہ ہوں وہ کبھی تہیہ کے مرتکب نہیں ہو سکتے۔ قرآن کریم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کو اس طرح کامیاب بتایا ہے

اذا جاء نصر الله والفتح ورايت الناس يدخلون في دين الله افواجا فسيح بعهد ربك واستغفره انه كان توابا (پ ۳۰ التمر)

(ترجمہ) جب اللہ کی مدد آئے اور فتح ہو اور آپ لوگوں کو فوج در فوج اسلام میں آتے دیکھیں تو اپنے پروردگار کی حمد و تسبیح میں لگ جائیں اور اس سے مغفرت چاہیں وہ بے شک توبہ قبول کرنے والا ہے

کیا اس سورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کو کامیاب نہیں بتایا جا رہا ہے؟

حمینی صاحب

تہذیب الاحکام جس کا آپ نے حوالہ دیا ہے کہ اس میں یہ بات ہے کہ حضور بھی تہیہ کرتے رہے یہ ہماری کتاب نہیں ہے ہماری چار معجز کتابیں ہیں اور ان میں بھی نو ہزار حدیثیں ضعیف ہیں

مفتی صاحب

تہذیب الاحکام آپ کی اپنی چار کتابوں میں سے ہے جنہیں آپ اصول اربعہ کہتے ہیں

حمینی صاحب

نہیں۔ یہ ان چار میں سے نہیں آپ کو معلوم ہی نہیں ہے



مفتی صاحب

آپ یہ بات لکھ دیں کہ تہذیب الاحکام آپ کی کتب اربعہ میں سے نہیں ہے میرا یہ دعویٰ ہے کہ یہ انہی چار میں سے ہے

حسینی صاحب

لایئے میں لکھ دیتا ہوں (اتنے میں اگلے معین مناظرہ انعام حیدر انہیں بتا دیتے ہیں کہ یہ واقعی ان چار میں سے ہے اور وہ لکھنے سے رک جاتے ہیں) اب لکھنے کی ضرورت نہیں

مفتی صاحب

خدا کا شکر ہے کہ آپ مان گئے کہ یہ واقعی آپ کی معتبر کتاب ہے

حسینی صاحب

تو آپ نے جو اسکا حوالہ دیا ہے کہ حضور صحابہ کی سائے تفریح کرتے تھے یہ بات اس میں کہاں لکھی ہے دکھائیے تو کسی

مفتی صاحب

یہ بات وضوء کی بحث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضوء کیا اور تفریح کرتے ہوئے پاؤں دھوئے

(اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کا عام عمل وضوء میں پاؤں کا دھونا ہی تھا اور صحابہ بھی پاؤں دھوتے تھے وضوء میں پاؤں پر مسح کرنا یہ صرف حضور نے اہل بیت کو بتا رکھا تھا۔۔۔ مرتب)

حسینی صاحب

میں بیماری سے اپنی فلفلی کا اقرار کرتا ہوں جو میں نے تہذیب الاحکام کا انکار کیا یہ بے شک ہماری معتبر کتاب ہے لیکن ہماری معتبر کتابوں میں بھی ضعیف حدیثیں بہت ہیں اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ یہ روایت بھی ان ضعاف میں سے ہے

مفتی صاحب

پھر اس روایت کے ضعیف ثابت کرنے کا قرض آپ کے ذمہ رہے گا آپ کے کسی محدث نے اسے ضعیف لکھا ہے؟ یہ آپ بتائیں گے

حسینی صاحب

بے شک یہ میرے ذمہ ہے ہاں آپ نے جو امام انقلاب روح اللہ مفتی کا حوالہ دیا ہے اس کا تفریح کی بحث سے کوئی تعلق نہیں ہے۔۔۔ رقی خیمبروں کی کامیابی سو ہم کھلے طور پر اعلان کرتے ہیں کہ کئی پیغمبر واقعی کامیاب نہ ہوئے جیسے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کس حال میں دنیا سے گئے کیا

آپ کامیاب ہو کر گئے؟

مفتی صاحب

نمود باللہ - نمود باللہ

حسینی صاحب

ذرا ٹھہریں - ٹھہریں (پھر کچھ دیر ٹھہر کر کہا) حضرت میسئ اس لحاظ سے تو کامیاب ہیں کہ انہوں نے خدا کا پیغام لوگوں تک پہنچایا مگر وہ اپنے مشن میں کامیاب نہ ہوئے ایسا ہوتا تو انکی ساری قوم کیوں نہ انہیں مان گئی ہوتی

مفتی صاحب

جناب صدر مجلس اگلے یہ دو منٹ کتنے لمبے ہونگے

حسینی صاحب - جناب انتظار کریں یہاں حضور علیہ السلام کی کامیابی کے بارے میں سوال کے دو پہلو ہیں (۱) آپ نے خدا کا پیغام پورا پہنچادیا (۲) آپ عملاً پوری دنیا میں عدل وانصاف نافذ نہ کر سکے

مفتی صاحب

جن باتوں میں آپ عوام میں قیہ کرتے رہے ان میں آپ نے خدا کا پیغام انہیں کیسے پہنچایا - آپ کا تو یہ عقیدہ ہے کہ صحیح پیغام آپ نے صرف اہل بیت کو پہنچایا تو یہ دین سب کو پہنچانا کیسے ہوا؟

حسینی صاحب

حضور نے ہمیں قرآن پہنچایا اور قرآن اپنی جگہ مکمل ہے اگر آپ کا مشن ساری دنیا کو مسلمان بنانا تھا تو ظاہر ہے کہ آپ نہ بنا سکے

مفتی صاحب

علامہ طینی کے عقیدہ میں آپ کا مشن کیا تھا اگر صرف پہنچانا تھا تو انہوں نے پھر حضور کو ماکم کیوں کہا مظلوم ہوا کہ اگلے نزدیک آپ کا مشن یہ تھا کہ ساری دنیا میں عدل وانصاف قائم ہو گیا ہوتا

حسینی صاحب

آپ کے مشن کے دو حصے تھے یہ جو دوسرا تھا اس میں کوئی نہیں کہہ سکتا کہ آپ اس میں کامیاب ہوئے کیا آپ کے زمانے میں ساری دنیا میں اسلام پھیل گیا تھا - امام فہمی نے صحیح کہا ہے کہ امام العصر پوری دنیا میں اسلام نافذ کرے گا آنحضرت واقعی ایسا نہ کر پائے

مفتی صاحب

صدر محترم - حسینی صاحب نے نہایت نامناسب لفظوں میں حضرت میسئ علیہ السلام کی ناکامی کا دعویٰ کیا ہے آپ اللہ کے ایک برگزیدہ پیغمبر ہیں آپ کا اس طرح ذکر نہ کرنا چاہئے تھا آپ چونکہ زندگی



کے پہلے جسے میں کامیاب نہ ہو سکے اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو زندہ آسمانوں پر اٹھایا موت نہ دی تاکہ کوئی نہ کہہ سکے کہ ایک جلیل القدر پیغمبر دنیا سے ناکام گئے ہیں آپ قیامت کی ایک نشانی ہیں آپ یہاں دوبارہ تشریف لائیں گے پوری کامیابی سے ہم کنار ہونگے ساری مخالف طاقتیں اگلے سال سے زیر ہو جائیں اور پھر آپ کی وفات ہوگی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی دنیا سے تب گئے جب مکہ پر آپ کا قبضہ ہو گیا مکہ مشرکوں کا بیڑ کوارڑ تھا کفر کی طاقتیں سرگموں ہوئیں اور آپ اپنے مشن میں کامیاب رہے اور یہ بات قرآن میں پہلے سے بتادی گئی کہ آپ کامیاب ہوئے مکہ میں حق کا پرچم لہرایا اور باطل شکست فاش سے دوچار ہوا

جاء الحق وذهق الباطل ان الباطل كان زهوقا (پ ۱۵ بنی اسرائیل)

(ترجمہ) حق آیا اور باطل نے پاؤں چھوڑ دیے اور باطل ہے ہی جز سے کٹنے کیلئے

اور قرآن کی یہ سورت ابھی تھوڑی دیر پہلے آپ سن چکے ہیں

لما جاء نصر الله والفتح ورايت الناس يدخلون في دين الله افواجا

قرآن نے تو یہاں تک بتلادیا کہ آپ کا قدم کامیابی ہی کی طرف بڑھتا رہے گا آپ کا مشن

ناکام نہ ہوگا اب ہر بعد کی آنے والی گھڑی آپ کیلئے پہلے سے بہتر ہوتی جائے گی

وللاخوه خیر لک من الاولی ولسول یصلیک ربک فترضی (پ ۳۰ النبی)

(ترجمہ) اور ہر بعد کی گھڑی آپ کیلئے بہتر ہوگی اور آپ کو آپ کا رب وہ کچھ دے گا

کہ آپ راضی ہو جائیں گے

ہم قیمتی کی اس عقیدہ سے قطعاً متفق نہیں کہ حضرت خاتم النبیین کی تشریف آوری کا مقصد پوری

دنیا میں عدل و انصاف کا اپنی زندگی میں فطر تھا آپ کا مقصد رسالت اللہ کی بات لوگوں کو پہنچانا تھا

ان پر مسلط ہونا نہیں۔ ہاں اس دین حق کو دوسرے سب مذاہب پر علما اور اشاعتا غالب کرنا تھا اور

تاریخ گواہ ہے کہ آپ ان تمام مقاصد میں کامیاب ہو کر گئے

قرآن کریم میں آپ کے مقاصد بعثت مذکور ہیں تلاوت قرآن - تعلیم کتب و حکمت - اور تزکیہ -

اب آپ ہی بتلائیے کہ کیا آپ اپنے ان بعثت کے مقاصد میں ناکام گئے ہیں - کیا آپ نے قرآن

نہیں سنایا - کیا آپ نے کتاب و سنت کی تعلیم سے لوگوں کی زندگی نہیں بدلی - کیا آپ نے لوگوں

کی قلبی تعمیر نہیں کی - علامہ قیمتی کا یہ کہنا کہ آپ کا مشن ناکام ہوا ہے قرآن کی روشنی میں

سوفیصد غلط ہے قرآن نے آپ کا جو مشن بتلایا جب تک آپ اس میں کامیاب نہ ہوئے اللہ

نے آپ کو اپنے پاس نہیں بلایا - بلایا اسی وقت جب آپ اپنے اس مشن میں کامیاب ہو گئے اور

اس دین حق کا غلبہ سب نے دیکھ لیا - قرآن کی ان آیات پر بھی ایک نظر کریں شاید آپ کچھ

سمجھ پائیں

يَا أَيُّهَا الرُّسُولُ بَلِّغْ مَا نَزَّلَ الْبَيْكُ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَغْتَ رِسَالَتَهُ (پ ۶ المائدہ ۶۷)

(ترجمہ) اے رسول آپ آگے لے جائیں جو آپ کی طرف آپ کے رب کی طرف سے اتارا گیا اگر آپ نے اسے نہ پہنچایا تو آپ نے اللہ کی رسالت کی ذمہ داری ادا نہ کی

لست عليهم بمسيطر الا من تولى وكفر فيعذبه الله العذاب الاكبر (پ ۳۰ الغاشیہ)  
(ترجمہ) آپ ان پر دारوغہ مقرر نہیں كئے گئے كہ وہ ضرور ایمان لائیں مگر یہ كہ جو كوئی روگردانی كرسے اور كفر كرسے تو اللہ تعالیٰ اسے بڑے عذاب میں مبتلا كرسے گا

هو الذي ارسل رسوله بالهتدى ودين الحق ليظهره على الدين كله (۱۰ التوبہ ۳۳ پ ۲۶ الفتح ۲۸)

(ترجمہ) اسی نے مجھاپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر تاکہ اسکو ظہر دے ہر دین پر دوسرے مذاہب کے بارے میں آپ کے اعلانات بھی سن لیں

۱- یودیوں کے بارے میں حضرت علیہم الذلہ والمسكنہ (پ ۴ آل عمران ۱۱۳)  
۲- عیسائیوں کے بارے میں ثم یتھل فنمصل لعنه الله على الكافرين (آخر رکوع تک) (پ ۳ آل عمران ۷۳)

۳- ایران کے بارے میں - ملک كسری ثم لا یكون كسری بعده (صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۹۹)

۴- رومیوں کے بارے میں - وقیصر لیھلكن ثم لا یكون قیصر بعده (صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۹۹)

۵- ہندوستان کے بارے میں - عصابہ من امتی تفزوا الهند - (سنن نسائی ج ۲ ص ۶۳)

پھر آپ کو یہ یقین دلایا گیا تھا كہ ساری دنیا آپ کی قدموں تلے آئے گی  
ان الله ذوی لی الارض فرایت مشارقها ومغاربها وان امتی سیبلغ ملکها ملازوی لی متھا  
(صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۹۰)

کیا اب كوئی كہہ سكتا ہے كہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہٹاکی اور بے بسی میں دنیا سے رخصت ہوئے تھے اور آپ اپنے مشن میں معاذ اللہ ناکام گئے تھے آپ پوری دنیا میں اپنا كلہ پہنچنے اور اسلام پھیلنے کی بشارت دے كر گئے اور خود سفر آخرت پر روانہ ہونے کیلئے اپنی رضادی اگر آپ كا مشن ابھی رہتا تھا تو آپ سفر آخرت کیلئے تیار کیوں ہوئے؟

حصینی صاحب

کیا آپ كہہ سكتے ہیں كہ حضور علیہ السلام نے دنیا کی تمام غیر مسلموں كو مسلمان كر لیا تھا؟ یہ ایک



میرا معین سوال ہے جواب ہاں یا نہ میں دیں آپ امام خمینی کی عبارت پھر سے پڑھیں کئی لوگ اسے پورا نہیں سن سکے

(خمینی کی عبارت پھر سے پڑھی جاتی ہے۔ صدر مجلس نے اسے بلند آواز سے پڑھا پھر اسکا انگریزی میں ترجمہ بھی کیا اور پھر حسینی صاحب سے پوچھا کہ کیا یہ ٹھیک ہے۔ وہ عبارت یہ ہے)

جو نبی بھی آئے وہ انصاف کے نفاذ کیلئے آئے انکا مقصد بھی یہی تھا کہ تمام دنیا میں انصاف کا نفاذ کریں لیکن وہ کامیاب نہ ہوئے یہاں تک کہ ختم المرسلین جو انسان کی اصلاح کیلئے آئے تھے اور انصاف کا نفاذ کرنے کیلئے آئے تھے انسان کی تربیت کیلئے آئے تھے لیکن وہ اپنے زمانے میں کامیاب نہ ہوئے (اتحد و یک جہتی ص ۱۵)

### صدر مجلس

کیا آپ تسلیم کرتے ہیں کہ حضور اس میں کامیاب نہیں ہوئے؟

حسینی صاحب

میرے سوال کا جواب ابھی تک نہیں دیا گیا

مفتی صاحب

آپ یہ تو بتادیں کہ خمینی نے صحیح کہا ہے یا غلط؟

حسینی صاحب

میں اس طرف آؤنگا لیکن میرا سوال یہ ہے کہ اگر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تشریف آوری کا مقصد تمام دنیا کے لوگوں کو مسلمان کرنا تھا تو کیا آپ ایسا کریں گے؟ مجھے جواب ہاں یا نہ میں دیں آپ آخری وغیرہ تھے آپ کی حیثیت حضرت عیسیٰ اور حضرت نوح کی سی نہ تھی کہ ان سے کام رو جائے تو اسے اگلا پیغمبر پورا کر دے حضرت نوح بھی اپنی قوم میں کامیاب نہ ہوئے تھے حضرت عیسیٰ بھی اپنی پوری قوم کو مسلمان نہ کر سکے۔ آنحضرت خاتم النبیین کا مشن بھی اگر یہ تھا کہ اسلام تمام دنیا میں پھیلے تو کیا ایسا ہوا؟ مجھے اسکا ہاں یا نہ میں جواب دیں۔ کیا آپ اپنی زندگی میں کامیاب ہوئے

مفتی صاحب

جناب صدر۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ حسینی صاحب وقت کی پابندی نہیں کر رہے ہیں

حسینی صاحب

انتظار کریں امام خمینی کی عبارت پر میں آپ کے جواب کے بعد آؤنگا آپ اپنی باری میں زیادہ وقت لے لیں

### صدر مجلس

(مفتی صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے) اچھا انہیں چلنے دیں آپ بھی وقت لے لیں

### حسینی صاحب

تاریخ اس سے انکار نہیں کر سکتی کہ آنحضرت اپنی زندگی میں اپنے مشن میں کامیاب نہ ہو سکے تھے اس کے لئے خدا نے صاحب العصر والزمان (ہارویں امام المہدی) کو محفوظ رکھا ہے وہ آکر دنیا کو انصاف سے بھر دیں گے

### مضیٰ صاحب

مجھے آپ کی اس بات پر حد درجہ افسوس ہے تاہم میں اس پر خوش ہوں کہ حضرت خاتم النبیین کی کامیابی کے بارے میں شیعوں کا عقیدہ مکمل کر سب کے سامنے آچکا ہے یہ صحیح ہے یا غلط یہ دوسری بات ہے لیکن اس میں شیعوں کا عقیدہ کیا ہے اسے سب حاضرین جان گئے ہیں کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے وقت میں اپنے مشن میں ناکام مانتے ہیں یہی بات غیبی نے لکھی ہے (استغفر اللہ) اور یہ لوگ اسکا سرا حضرت امام مہدی کے سر باندھتے ہیں

لشکر کی فتح بادشاہ کی فتح شمار ہوتی ہے بادشاہ خود نہیں لڑتا اسکی فوج لڑتی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ مکہ میں داخل ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اسے خاتم النبیین کی فتح قرار دیا لَمَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا

اسی طرح حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت خالد بن ولیدؓ حضرت سعد بن وقاصؓ حضرت معاویہؓ اور حضرت عمرو بن عباسؓ کے ہاتھوں جو ممالک فتح ہوئے وہ سب حضرت خاتم النبیین کی کامیابی شمار ہونگے یہ روم اور ایران مصر اور شام اور بلاد افریقہ میں جو صحابہ نے اسلام کے جھنڈے گاڑے یہ سب فتوحات حضور کی شمار ہونگی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے مشن میں ناکام نہ کہا جائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام فتوحات کی خبر دے چکے تھے اور صحابہ اسی یقین کے ساتھ ہر جہت میں پھیلے جا رہے تھے۔ قیامت کے قریب حضرت مہدی کے ہاتھوں جو عدل و انصاف پھیلے گا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی فتح ہوگی اور حضرت مہدی حضرت خاتم النبیین کے خادم بن کر یہ ساری سمات سر انجام دیں گے۔ یہ نہیں کہا جاسکے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو اس میں ناکام ہوئے (معاذ اللہ) اور امام مہدی کامیاب۔ آپ کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل ہو کر تو نہیں آئیں گے

### حسینی صاحب

پھر تو آپ تسلیم کیجئے کہ حضرت صاحب العصر والزمان ہی دنیا کو عدل و انصاف سے بھریں گے جیسا کہ یہ اس وقت ظلم و جور سے بھرپور ہے

### مضیٰ صاحب

صاحب العصر والزمان یہ کام نہ کر سکیں گے جب تک کہ مولانا غلام رسول نہ آئیں گے آپ دجال کو قتل کریں گے۔ صلیب کو توڑیں گے۔ خنزیر کا غاتمہ کریں گے۔ پوری دنیا کے عیسائیوں کو کلہ اسلام پڑھائیں گے آپ اپنے آپ کو مستقل بالذات کی حیثیت سے پیش نہ کریں گے حضور صلی اللہ



علیہ وسلم کے خادم اور تابع بن کر یہ خدمت سرانجام دیں گے۔ اور یہ انکی حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت کی انتہا ہے کہ ان تمام کامیابیوں کا سراوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند حضرت امام محمدی کے سر پر رکھیں گے تو یہ کامیابی حقیقت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کی ہی کامیابی ہے سو کیسے عرض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے مشن میں ناکام نہیں کہا جاسکتا یہ مولانا غلام رسول کی آمد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی فتح مبین ہے ہم اس میں فحشی کے عقیدہ پر نہیں ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ناکام ہوئے ہمارا عقیدہ ہے کہ آپ اپنے مشن میں پورے کامیاب ہو کر گئے

حسینی صاحب

اچھا تو یہ تسلیم کیجئے کہ آپ اپنے زمانے میں تو پوری دنیا میں عدل و انصاف نہ پھیل سکے اسکا جواب آپ کو ہاں یا نہ میں دینا ہو گا کہ کیا آپ اپنے وقت میں پوری دنیا میں اسلام پھیل سکے ؟

مفتی صاحب

آپ اپنا سوال ایک فقرہ میں پورا کریں میں ایک فقرہ میں اسکا جواب دوں گا بات لمبی نہ کریں دیکھئے شیعہ مناظر کتنی کوشش کر رہا ہے کہ جس طرح بھی بن پڑے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے مشن میں ناکام ثابت کیا جائے اور فحشی کے بیان کو سچا ثابت کیا جائے۔

حسینی صاحب

میں امام فحشی کے بیان کو سچ مانتا ہوں آپ ایک جملے میں جواب دیجئے کہ کیا حضور اپنے مشن میں اپنے وقت میں کامیاب ہوئے

مفتی صاحب

اپنا سوال ایک جملے میں واضح کریں

حسینی صاحب

کیا حضور اپنے وقت میں دنیا کے لوگوں کو مسلمان بنانے میں کامیاب ہوئے ؟ آپ کے آنے کا اگر یہی مقصد تھا تو کیا وہ اس وقت پورا ہوا

مفتی صاحب

- صدور محترم کیا یہ ایک جملہ ہے یا دو جو حسیٹی صاحب نے ابھی کہا ہے

حسینی صاحب

آپ میرے سوال کا جواب دینا نہیں چاہتے

مفتی صاحب

لیجئے آپ کا جواب حاضر ہے۔ بتلائیے ہم میں کیا کوئی اس بات کا مدعی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مشن تھا کہ اپنے وقت کے تمام لوگوں کو مسلمان بنائیں اگر آپ کا یہ مشن ہوتا تو اللہ تعالیٰ

آپ کو یہ کیوں بتاتا

وسواء علیہم التذرتهم ۴۱ لم تنذرهم لایومنون (پ ۲۲ سن ۱۰)

(ترجمہ) اور برابر ہے ان کو تو ڈرائے انکو یا نہ ڈرائے وہ ہرگز ایمان نہ لائیں گے

یہ ایک طبقے کے ایمان نہ لانے کا آپ کو پتہ دے دیا گیا ہے تو یہ آپ کا مشن کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ اپنی زندگی میں ہر کسی کو مسلمان کریں سو آپ کا مشن ہرگز یہ نہ تھا کہ دنیا کے ہر حصے میں آپ کا اپنے وقت میں غلبہ ہو جائے۔ طبعی نے آپ کا مشن یہ اسلئے بتایا کہ آگے وہ آپ پر مشن کی ناکامی کا الزام لگایا جائے اور امام مہدی کو آپ پر فوقیت دے

طبعی نے اپنی عبارت میں یہ قید کیوں لگائی کہ آپ اپنے وقت میں کامیاب نہیں ہوئے کیا قیامت تک کا دور آپ کا دور نہیں جب آپ کے بعد کسی نبی کی بعثت نہیں تو قیامت تک آپ کا ہی دور ہے اسی لئے اس دور کو دور محمدی کہتے ہیں یہ کوئی الگ دور نہیں ہے۔ اور اس دور میں مسلمانوں کی جتنی کامیابیاں ہیں وہ سب کی سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی کامیابیاں ہیں۔ ایک جملے میں اگر آپ جواب سنا چاہتے ہیں تو سن لیجئے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دور میں پورے طور پر کامیاب ہیں

ایک اور جملہ بھی سنئے جائیے

حضور صلی اللہ علیہ کے اس دور میں اسلام کو پوری دنیا پر غلبہ حاصل ہو کر رہے گا

میرے ان دونوں جملوں میں سے جس کو چاہیں قبول کریں میں نے ایک جملے میں جواب آپ کے سامنے رکھ دیا ہے

حسینی صاحب

سو آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ حضور کی آمد کا مقصد دنیا کو بدلنا نہ تھا نہ دنیا کے ایک ایک شخص کو مسلمان بنانا تھا لیکن اگر یہ ہو تو پھر آپ واقعی اپنے وقت میں اس میں کامیاب نہ ہو سکے اور یہ بات میں بھی کہہ سکتا ہوں میرا سوال یہ ہے کہ حضور نے ساری دنیا کو مسلمان بنایا تھا اگر نہیں تو پھر امام طبعی نے بھی یہی کہا ہے

مفتی صاحب

میں نے پہلے اس بات کا جواب دے چکا ہوں کہ اس امت کی تمام کامیابیاں اور سمات اصل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی کامیابی ہے اس کیلئے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث صحیح مسلم سے پیش کر چکا ہوں ان اللہ زویٰ لی الارض (الحدیث)

سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بشارت کا مطلب ہی یہ ہے کہ آپ نے اس میں اپنی کامیابی کو بیان کیا ہے یعنی یہ میری کامیابی ہے اس حدیث میں لفظ لی (ایسا میرے لئے کیا گیا) پر غور فرمائیں اگر یہ آپ کی کامیابی نہ ہوتی تو آپ اسے لی سے کیوں ذکر فرماتے اور پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو زمین



کے مشارق و مغارب کیوں دکھائے اسی لئے آپ کی امت کی وہاں تک سلطنت ہوگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو حکمران آئے انہوں نے اپنے نام سے یہ کام نہیں کئے آپ کے جانشین ہونے کے طور پر کیا تو یہ کامیابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی کامیابی کہلائی

شیعہ خلفائے شیعہ کی خلافت کو اس لئے صحیح نہیں مانتے کہ انکے ادوار کی فتوحات اور کامیابیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فتوحات نہ کہی جاسکیں اور آپ پر پوری دنیا میں مشن نہ پھیلانے کا الزام صحیح طور پر لگایا جاسکے

آپ کے بعد آپ کی خلافت اسی لئے تھی کہ آپ کی تشریف آوری کا مقصد لیظہرہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء کے ہاتھوں پورا ہو آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرے لئے پوری زمین بحدہ گاہ بنائی گئی تو کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے افریقہ اور امریکہ کی زمینوں پر بحدہ کئے تھے؟ ہاں آپ کی امت ان ملکوں میں بھی گئی اور انکے زمینوں پر بحدہ ریز ہوئی اور آپ نے امت کے ان بھدوں کو اپنے بھدے فرمایا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی امت کی یہ کامیابیاں آپ کی ہی کامیابی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

جعلت لی الارض مسجداً و مطھراً (صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۸)

کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انگریزوں کو اللہ کی رسالت پہنچائی۔ افریقہ کے سیاہ فام لوگوں کو کلمہ اسلام پڑھایا تو کیا آپ انکی طرف مبعوث نہ تھے۔ یقیناً تھے آپ نے فرمایا (صلی اللہ علیہ وسلم)

بعثت الی کل احمر و اسود (صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۹۹) بعثت الی الناس ملحد (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۱۲) ارسلت الی الخلق کافہ (رواد مسلم) اعطیت مفاہیح عزائن الارض (صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۵۰)

سو یہ کلام آپ کی امت کے ہاتھوں پورا ہوا تو کیا آپ نے ان احادیث میں اسے اپنا کام نہیں بتلایا اور کیا امت کی یہ کامیابی آپ کی کامیابی نہیں ارسلت الی الناس میں لفظ الناس ہے کیا ہم الناس میں داخل نہیں؟ یقیناً ہیں تو کیا ہمیں حضور نے کلمہ پڑھایا ہے۔ ہم تک آپ کی رسالت صدیوں کے فلسفے سے بچتی ہے پھر بھی ہم آپ کی جماعت ہیں آپ کی امت میں ہیں ہم ان ملکوں میں تبلیغ کے کام میں آپ کا مشن ہی ادا کر رہے ہیں اسی طرح امام مہدی کی ہر کامیابی حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہی کامیابی شمار ہوگی کیونکہ امام آپ کے غلام کی حیثیت میں خلافت کریں گے

حسینی صاحب

امام فہمی کی عبارت کا مطلب صاف ہے کہ حضور اس پہلو سے اس دنیا سے ناکام گئے کہ آپ ساری دنیا کو مسلمان نہ بنا سکے اور جو قانون الہی آپ لائے اسے پوری دنیا میں نافذ نہ کر سکے ہاں محدود پیمانے پر ہم تسلیم کرتے ہیں کہ آپ کو جنگ پر بھیج دیا گیا تھا کہ آپ کو مکہ پر فتح حاصل

ہوئی لیکن یہی تو آپ کا مشن نہ تھا آپ پوری دنیا میں تو اسلام کو غالب نہ کر سکے تھے یہ حضور کی کامیابی محدود تھی عرب کا بھی صرف ایک حصہ مسلمان ہوا تھا سارا عرب نہیں تو یہ بات حقیقت ہے کہ آپ اپنے مشن میں کامیاب نہ ہو سکے آپ مجھے یہ بتائیں کہ کیا حضور دنیا سے کامیاب ہو کر گئے ؟

مفتی صاحب

ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے اپنے مشن میں کامیاب ہو کر گئے

حسینی صاحب

مگر تاریخ اسکا انکار کرتی ہے

مفتی صاحب

مجھے اپنی بات پوری کرنے دیں تاریخ اسکا انکار کرتی ہے تو قرآن اسکی تائید کرتا ہے اصالتاً آپ نے فتح مکہ کی کامیابی پائی اور خلافت آپ کو روم اور ایران مصر اور شام اور ہند و سندھ کی کامیابی حاصل ہوئی اور پھر بذریعہ امت آپ کی رسالت برطانیہ اور یورپ اور امریکہ اور چین و جاپان میں پہنچی اور روسے زمین پر کوئی کیا اور پکا گھرا لیا نہ رہے گا مگر کلہ اسلام وہاں ضرور پہنچے گا یہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی کامیابی ہے

حسینی صاحب

مگر حضور خود تو فتح مکہ کے بعد آگے کہیں نہ جاسکے کیا آپ کا اپنا مشن یہیں تک تھا ؟

مفتی صاحب

ہاں۔ اسی لئے تو قرآن میں آپ کو اب تسبیح و تحمید پر لگا دیا گیا

اذا جاء نصر الله والفتح ورايت الناس يدخلون في دين الله افواجا فسيح بعهد ربك واستغفروه

اگر اصالتاً آپ کو آگے دوسرے ملکوں میں بھیجنا ہوتا تو اللہ تعالیٰ ایسا نہ فرماتے۔ معلوم ہوا کہ آگے آپ کے خلفاء آپکے مشن کو لیکر جائیں گے اور انکی کامیابی آپ کی ہی کامیابی ہوگی (نوٹ) حسینی صاحب بار بار درمیان میں مداخلت کرتے رہے اور مفتی صاحب آپ کو بار بار کہتے ہیں کہ آداب مجلس کا پاس کریں مگر حسینی صاحب اتنے گھبرائے ہوئے ہیں کہ کچھ سمجھتے نہیں بالآخر حسینی صاحب یہ کہہ کر کہ میں اس پر سواری (SORRY) ہوں پھر چپ ہو گئے اور مفتی صاحب نے انا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھی

حسینی صاحب

امام خمینی کے کہنے کا مطلب صرف یہی تھا کہ حضور خود پوری دنیا میں عدل و انصاف نافذ کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے



### مفتی صاحب

اس بات کو یقینی یوں بھی کہہ سکتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس دہر میں پوری دنیا میں فتوحات نہ پاسکے لیکن یہ کہنا یقیناً غلط ہے کہ آپ اپنے مشن میں کامیاب نہ ہو سکے۔ اصلاً تو یہ آپ کا مشن ہی نہ تھا آپ کے مشن کی یہ بات خلافت پوری ہوئی تھی اور پوری ہوئی اب آپ پر اپنے مشن کی ناکامی کا اصرار لگانا آپ کی زبردست بے ادبی اور توہین ہے۔ یقینی تے تو ایسا اس لئے کہا کہ آپ کی جو کامیابیاں خلافت ہوئیں وہ انہیں تسلیم نہیں کرتا اور نہ آپ کے خلفاء کی خلافت کو وہ صحیح مانتا ہے پھر ہم یقینی کی بات کو کیسے درست کہہ سکتے ہیں

### حسینی صاحب

امام حسینی نے صرف حضور کو ہی ناکام نہیں کہا ایسا ہوتا تو آپ کہہ سکتے تھے کہ ایراکمنا انکار خلافت کیلئے تھا امام نے تو تمام پیغمبروں کو اپنے مشن میں ناکام بتلایا ہے کیا ہر پیغمبر کی خلافت متنازعہ فیہ ہے کیا حضرت نوح اپنی قوم کو اپنا ہم نوا بنا سکے کیا حضرت عیسیٰ کامیاب ہوئے کیا سہی پیغمبر قتل نہیں ہوئے آپ اس بات کو کیوں تسلیم نہیں کرتے کہ کوئی پیغمبر پوری دنیا میں عدل و انصاف کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا یہ کام ہوگا تو صاحب العصر والہما کے ہاتھوں پورا ہوگا

### مفتی صاحب

مجھے حسینی صاحب کی اس حالت پر افسوس آرہا ہے کہ جب ان سے کوئی بات نہیں ہوتی وہ یکے بعد دیگرے پیغمبروں کا نام لے رہے ہیں کہ دیکھو نوح کیسے ناکام ہوئے عیسیٰ کیسے ناکام ہوئے فلاں پیغمبر کیسے ناکام ہوئے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ناکام ہوئے۔ حسینی صاحب تمام پیغمبروں پر حملے کرتے جا رہے ہیں کہ کس طرح یہ ناکام ہوئے تھے

حسینی صاحب ہم مسلمان ہیں اور ہمارے عقیدے میں یہ بات داخل ہے کہ ہر پیغمبر کا اصرار کیا جائے قرآن کریم میں یہ ضرور فرمایا گیا ہے کہ بعض انبیاء قتل کئے گئے یہاں بھی رسول کا لفظ نہیں ہے لیکن یہ وہاں بھی نہیں کہا گیا کہ یہ تمام ناکام ہوئے تھے یا فلاں رسول اور فلاں نبی ناکام ہو کر گیا ہے مگر یقینی نے جو کہا ہے وہ غور طلب ہے۔ اس نے صرف ایک پیغمبر پر انگلی نہیں اٹھائی اس نے بیک قلم تمام پیغمبروں کو تحت مشق بنایا ہے یعنی جو نبی بھی آئے وہ ناکام ہوئے۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کوئی پیغمبر پوری دنیا کیلئے مبعوث نہ ہوا تھا یقینی نے غلط کہا کہ انکے ذمہ تھا پوری دنیا میں عدل و انصاف کا نفاذ کریں یہ ان پیغمبروں پر محوٹ باندھنا ہے

(مفتی صاحب نے یقینی کی عبارت پھر پڑھی تو حسینی صاحب نے کہا کہ میں یہ نہیں سمجھ رہا ہوں) صدر مجلس نے مفتی صاحب سے کہا کہ اسکا انگریزی ترجمہ گزریں چنانچہ مفتی صاحب نے اسکا انگریزی ترجمہ کیا پھر کہا کہ)

جب یقینی یہ کہتا ہے کہ کوئی نبی بھی انصاف کو نافذ نہ کر سکا تو اسے مفتی نے ہوگا کہ وہ واقعی تمام دنیا میں

عدل و انصاف نافذ کرنے کیلئے آئے تھے حلاکتہ کنی نبی ایسے ہوئے جنہیں صراطِ پیغم پر پھانے کیلئے بھیجا گیا

(نوٹ) حسینی صاحب بات سننے کیلئے تیار نہیں بار بار درمیان میں بولتے ہیں)

حسینی صاحب

پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ لوگ جذبات کی رو سے نہیں انصاف کے پہلو سے سوچیں تو معلوم ہو گا کہ امام خمینی نے اس عبارت میں کیا کہا؟ رکاوٹوں کی وجہ سے آپ ایسا نہ کر سکے اسکا معنی یہ کہ کچھ رکاوٹیں پیش آئیں آپ کو ۲۳ سال لے مگر اس میں کتنی لڑائیاں ہوئیں۔ سو امام خمینی کی عبارت کا صحیح مطلب یہ ہے کہ آنحضرت اپنی زندگی مکہ دنیا کے تمام لوگوں کو مسلمان نہ بنا سکے مجھے یقین ہے کہ آپ میری اس بات کی تائید کریں گے کیونکہ یہ حقیقت ہے۔ تاریخ کتنی ہے مابا اور آپ فیصلہ نہ کریں اور جذبات کی رو سے آپ اسکا انکار نہ کریں تاریخ کتنی ہے کہ عرب کا ایک حصہ کو آپ مسلمان نہ بنا سکے افریقہ کے ایک حصہ کو آپ مسلمان نہ بنا سکے ایران حضرت عمر (یہ حسینی کے الفاظ ہیں) کے دور میں فتح ہوا اسکے علاوہ دنیا کے اور حصوں کے لوگ دوسرے اوقات میں اسلام لائے۔ سو امام خمینی نے جو کچھ کہا ٹھیک کہا میں نہیں سمجھتا کہ اس نے کوئی غلط بات کہی ہو حضور کا کامیاب ہونا محدود تھا لیکن عمل طور پر آپ کو کامیاب بتانا تاریخ کو بھٹکانا ہے

مفتی صاحب

حسینی صاحب نے یہاں دو باتیں کہی ہیں (۱) ایران حضرت عمرؓ کے دور میں فتح ہوا (۲) دوسرا یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی میں ناکام رہے اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ حضور اپنی زندگی میں ایران نہیں گئے اور دوسرا شخص یہ کہتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایران فتح کیا ہے تو دونوں کی بات میں کوئی ٹکراؤ نہیں دونوں کی باتیں اپنی اپنی جگہ درست ہیں لیکن اگر کوئی اسکا معنی یہ بتلائے کہ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایران نہیں گئے اس لئے آپ ناکام ہیں تو یہ سراسر آپ کی توہین ہے

ہم خمینی کے اس عقیدہ پر بحث کر رہے ہیں کہ اس نے حضور کی توہین کی ہے کہ حضور (معاذ اللہ) ناکام ہوئے۔ خمینی یہ کہہ سکتا تھا کہ حضور کا پیغام ساری دنیا کو نہیں پہنچا اس لئے وہاں انصاف نہ ہو سکا لیکن یہ کہنا کہ حضور اپنی زندگی میں اپنے مشن میں ناکام ہوئے یہ بہت گستاخانہ اور بے ہودہ بیان ہے کوئی مسلمان اس بات کو برداشت کرنے کیلئے تیار نہ ہو گا

افسوس کہ حسینی صاحب بار بار حضور کی ناکامی کو ثابت کرنے پر مصر ہیں۔ بات کہنے کے طریقے ہوتے ہیں اگر خمینی کا مفہوم یہی تھا تو وہ ناکام کا لفظ استعمال کئے بغیر بھی کہہ سکتا تھا لیکن اس نے جس کلمے لفظوں میں ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کو ناکام بتلایا ہے وہ انتہائی توہین آمیز ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ماننے والا یہ بات ہرگز نہیں کہہ سکتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا



سے ناکام گئے ہیں۔ کوئی مسلمان اس گستاخانہ عقیدہ کو برداشت نہیں کر سکتا ہے  
 اسی لئے جب شیعوں کہتے ہیں کہ ہم مسلم ہیں اور عام لوگ کہتے ہیں کہ یہ مسلمان نہیں تو اسکا باعث  
 اس طرح کا بنیادی اختلاف ہے جس نے مسلمانوں کو یہ سوچنے پر مجبور کیا ہے کہ ہم میں اور شیعوں  
 میں بنیادی اختلاف کیا ہے؟ اور ہمیں نے کھلے لفظوں میں حضور کی توہین والا بیان دیا ہے تو مسلمان اگر  
 یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا ان سے بنیادی اختلاف ہے اور عقائد کے اختلاف کی وجہ سے یہ فاصلے اصولی  
 درجے کے ہیں تو انکا یہ سمجھنا اپنی جگہ بالکل حق بجانب ہوگا۔ ہم کبھی اس بات پر اتفاق نہیں کر سکتے  
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ناکام ہوئے ہیں اور امام مہدی کامیاب ہوں گے۔ امام مہدی کے وقت  
 کی تمام کامیابیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابیاں ہی سمجھی جائیں گی

حسینی صاحب

پہلی بات تو یہ ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ امام فہمی نے بات صحیح لکھی ہے اور اس میں حضور  
 کی توہین کا کوئی پہلو نہیں۔ برائے میری بات پر توجہ دیں۔ یہ کہنا کہ امام فہمی نے توہین کی ہے  
 ناقابل یقین ہے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جو بھی حضور کی توہین کرے گا وہ کافر مرتد ہوگا اور  
 واجب القتل ہوگا۔ مگر امام فہمی کا یہ بیان توہین آمیز نہیں ہے۔ یہاں جو کہا گیا کہ حضور ساری دنیا  
 میں انصاف نافذ کرنے میں کامیاب نہ ہوئے۔ آپ ہی بتائیں کہ کیا حضور اس میں کامیاب ہوئے  
 آپ میری بات کا جواب ہاں یا نہ میں دیں کیا حضور نے ساری دنیا کو مسلمان بنایا تھا۔ آپ جذبات  
 سے نہیں تاریخ سے بتائیں کہ حضور نے ایران کو مسلمان کیا تھا کیا آپ نے روم کو مسلمان بنایا تھا؟  
 کیا آپ نے افریقہ کو مسلمان بنایا تھا غرض یہ کہ یہ کہنا تو یہ حضور کی توہین نہیں ہے میں آپ سے کہتا  
 ہوں کہ میں اس بیان میں تہیہ نہیں کر رہا ہوں

مفتی صاحب

میں پہلے یہ عرض کر چکا ہوں کہ قرآن کریم کی رو سے یہ بات کہ آپ ساری دنیا کو مسلمان بنائیں یا  
 آپ ایک ایک جگہ جا کر انصاف نافذ کریں آپ کے مشن میں نہ تھی گو آپ کی خواہش تھی کہ سب  
 مسلمان ہو جائیں لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو قسلی دی کہ یہ بات آپ کے ذمہ نہیں تھی آپ کا یہ مشن  
 ہے

لعلک بائع نفسك الا یکونوا مومنین (پ ۱۹ الشعراء ۳)

(ترجمہ) شاید تو گھوٹ مارے اپنی جان اس بات پر کہ وہ ایمان نہیں لاتے

اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذمہ لگایا ہوتا کہ آپ سب کو مسلمان بنائیں تو پھر کیا اللہ آپ سے یہ بات  
 کہتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سب لوگوں کو مسلمان کرنا آپ کے اس وقت کے مشن میں سے نہ تھا

(صدر مجلس کے بیان کے دوران حسینی صاحب بار بار بول پڑتے تھے اب انہوں نے کہا)

حسینی صاحب

میں نے یہ نہیں کہا تھا میں تو ہر جملہ میں لفظ اگر (IF) استعمال کرتا رہا ہوں کہ اگر اسکا معنی یہ ہے IF THIS IS THE MEANING - صدر صاحب آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ سلمان رشدی کے بارے میں فتویٰ جس نے دیا وہ امام طہینی تھے اگر آپ خود توہین کرنے والے ہوتے تو اسکے خلاف فتویٰ کیوں دیتے

صدر مجلس

حسینی صاحب آپ کا وقت نہ تھا بولنے کیلئے اب جبکہ آپ نے کہا ہے تو میں دوسرے مقرر کو بھی ایک منٹ کا وقت دیتا ہوں

مفتی صاحب

شکریہ - میں ایک منٹ لیتا ہوں - اگر آپ چاہیں تو حسینی صاحب کو دو منٹ اور بھی دے دیں کیونکہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ وہ ایک ہی بات بار بار رپ رپے ہیں اور موضوع سے غیر حلقہ بات کر رہے ہیں اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن میں یہ بات نہ تھی کہ آپ سب کائنات کے لوگوں کو مسلمان بنائیں طہینی نے حضور کے ذمہ یہ مشن اس لئے نکالا کہ آئندہ آپ کو ناکام کہہ سکے اور امام مدنی کو کامیاب تھلا سکے

صدر مجلس

اب میں دونوں مقرروں سے گزارش کرتا ہوں کہ آخر میں اختتامی بات کہیں تاکہ مجلس برخاست کریں - حسینی صاحب آپ پہلے فرمائیں اسکے بعد مفتی صاحب کہیں گے

حسینی صاحب

خلاصہ کلام یہ کہ جو کچھ میں نے کہا جس کے سب یہاں گواہ ہیں اور ٹیپ میں بھی ہے وہ یہ کہ میں نے قرآن سے تین آیتیں پیش کی ہیں مجھے جواب دیا گیا کہ ان آیات کا تعلق غیر انبیاء سے ہے اور



آیت النین یرسلون رسلنا اللہ وغیرہ یہ خاص انبیاء سے متعلق ہیں لیکن اس پر انہوں نے کوئی ثبوت نہیں دیا میں ان سے اسکا ثبوت چاہتا ہوں

دینی بات امام خمینی کی - میں نے کہا تھا کہ اگر کامیابی کا معنی یہ ہے کہ حضور ساری دنیا کو مسلمان کریں تو یہ بات تاریخ سے ثابت ہے کہ آپ اس میں ناکام رہے

مفتی صاحب

پہلی بات یہ ہے کہ میں نے اپنی بات کا آغاز اس کتاب (عقائد اشیعہ) سے کیا تھا کہ حسینی صاحب کو اس میں دئے گئے حوالوں پر کوئی کلام ہو تو وہ تلائیں مگر جواب میں خاموشی دہی یہ سب نے دیکھا ہے آپ کی خاموشی نے ثابت کر دیا کہ میرے تمام حوالے صحیح ہیں اور آپ کے پاس اسکا کوئی جواب نہیں

پھر تہذیب کا موضوع زیر بحث آیا حسینی صاحب تہذیب کو بطور ایک حکم کے قرآن سے نہیں دکھائے جو آیتیں انہوں نے پیش کیں وہ صرف رخصت کے درجہ میں اجازت دیتی ہیں اہل عزیمت لوگ خدا کی سوا کسی سے خوف نہیں کھاتے اور تہذیب نہیں کرتے - اور آپ سب نے تہذیب کے بارے میں سن لیا ہے کہ یہ ایک ایسا عقیدہ ہے جس کے لئے شیعہ کے جملہ عقائد کام کرتے ہیں قرآن - تنبیہ - اور دیگر عقائد کے بارے میں غمینی سے پہلے جنہوں نے یہ عقیدہ لکھا تو اس میں احتمال تھا کہ انہوں نے تہذیب کیا ہو اور اسکا اقرار کیا ہو کہ ہم تہذیب کے طور پر ایسا کہتے ہیں - جب غمینی کی باری آئی تو انکے پاس اقتدار تھا اس نے کھل کر بات کہی - بات ایک ہی تھی وہ پہلے نہ کہہ سکے تہذیب کر لیا اور اس نے کہہ دیا کیونکہ اقتدار پاس تھا اس سے آپ کو تہذیب سمجھنا آسان ہو جاتا ہے

(نوٹ)

اس درمیان حسینی صاحب بول پڑے کہ اب مجھے وقت دیجئے - صدر مجلس نے کہا کہ مخاطب کیجئے اب وقت ختم ہے اور میں اسی وقت مجلس کے اختتام کا اعلان کرتا ہوں مگر پھر حسینی صاحب بول اٹھے کہ مجھے چچاس سیکنڈ دئے جائیں صدر مجلس نے جواباً کہا کہ آپ پھر کوئی نیا سوال اور مسئلہ شروع کر دیں گے پھر جواب الجواب ہوگا اسلئے اب ناممکن ہے -

اس لئے یہ مجلس ختم ہوتی ہے میں سب مہمانوں کا شکر گزار ہوں اور امید کرتا ہوں کہ سامعین نے اس بحث سے کچھ نہ کچھ نتیجہ ضرور اخذ کیا ہوگا جزاکم اللہ

۱ - لا يجوز عليهم التعميت في الاخبار ولا التقيہ لان ذالك يودي الى التشكك في اخبارهم ( تفسیر مجمع البیان ج ۷ ص ۵۳ )

( ۲ ) روح الحطی میں واستل بالآیہ علی عدم جواز التقيہ علی الانبیاء علیہم السلام مطلقا ( ج ۲۲ ص ۲۸ ) امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں کہ یہ آیت انبیاء و مرسلین کے متعلق ہے الذین یبلغون رسالات اللہ یعنی کانواہم ایضا مثلک رسلا ثم ذکرُوا بحالہم انہم جردوا بالخشیہ و وحدها لقولہ ولا یخشون احدا الا اللہ فصار لقولہ فیہناہم اقتبہ ( ج ۱۳ ص ۲۱۳ ) اگر انبیاء تیر کرتے تو کافروں کے ہاتھوں میں جیس نہ اٹھاتے . ( معارف القرآن للحدث الثانی حلوی ج ۵ ص ۵۱۰ ) - یبلغون رسالات اللہ سے مراد تبلیغ رسالت ہے وہی سفارۃ العبد بین اللہ و بین ذوی الالیاب من خلقہ لی ایصال الخبر من اللہ ( روح البیان ج ۷ ص ۱۸۲ )

( ۳ ) قال الجصاص الرازی واعطاء التقيہ فی مثل ذالك انما هو رخصہ من اللہ تعالیٰ و لیس لواجب بل ترک التقيہ افضل قال اصحابنا فیمن اکوہ علی الکفر فلم یضغ حتی قتل انہ افضل ممن اظهر وقد اخذ المشرکون خیب بن عدی فلم یعط التقيہ حتی قتل فکان عند المسلمین افضل من عمار بن یاسر - و فی ہذا دلیل علی ان اعطاء التقيہ رخصہ وان الافضل ترک اظہارہا - فالاقدام علیہ حتی یقتل افضل من الاخذ الرخصہ ( احکام القرآن ج ۲ ص ۲۹۰ )

مسلمہ کذاب نے جب دو شخصوں کو زبردستی اپنی رسالت منوالی چاہی تو ایک نے انکار کر دیا اور شہادت پالی اور دوسرے نے اسکی رسالت پر ہاں کہہ دی اور سچ گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا

اما هذا المقتول فمضى على يقينه و صدقه فنهينا له ولما الآخر فقبل رخصه الله فلا تبعه عليه ( تفسیر کبیر للفر الدین الرازی ج ۷ ص ۱۳ ) - تفسیر مدارک میں ہے و ما فعل ابو عمار افضل لان فی الصبر علی القتل اعزازا للاسلام ( تفسیر مدارک التریل ج ۳ ص ۶۳ ) فتح الباری میں ہے فتزلت هذه الآیہ رخصہ فی ذالك وهو کالآیات الصریحہ فی الزجر عن الکفر بعد الایمان ثم رخص فیہ لمن اکوہ علی ذالك فتح الباری ج ۲۶ ص ۱۵۱ ) علامہ آلوسی لکھتے ہیں و کان الافضل ان یتجنب عن ذالك اعزازا للملین ولو تیقن القتل روح الحطی ج ۱۳ ص ۲۳۸ ) الافضل ان یتجنب عنه ویصبر علی الافی و القتل ( روح البیان ج ۷ ص ۸۵ )



ہر مفسر یہاں اسے رخصت کرتا ہے گا سو اسے اہل عزیمت کا مقام ہرگز نہیں کہا جاسکتا جان کے خوف سے کلمہ کفر زبان پر لانا صرف عاقل لوگوں کے پارے میں تو مانا جاسکتا ہے لیکن انبیاء اور مامورین جو اہل عزیمت میں ہیں وہ کس طرح کلمہ کفر زبان پر لاسکتے ہیں سو یہ حضرات کبھی تقیہ نہیں کرتے۔

(۳) حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابن عمرؓ کے شاگرد امام مجاہد (۱۰۰ھ) کہتے ہیں قال المجاہد هذا الحكم كان ثابتاً في اول الاسلام لاجل ضعف المومنين فاما بعد قوت الاسلام فلا (تفسیر کبیر الرازی ج ۷ ص ۱۳) حضرت محقق بن جبل کا یہ ارشاد قاضی شافعی ثناء اللہ پانی پتی (۳۲۵ھ) نے اس طرح نقل کیا ہے کہ - ابتداء اسلام میں جب تک دین کا استحکام نہ ہوا تھا اور اسلام میں قوت نہ آئی تھی تقیہ جائز تھا لیکن اب مسلمانوں کیلئے دشمن سے تقیہ کرنا جائز نہیں (تفسیر مظہری ج ۲ ص ۲۱۵) علامہ آلوسی لکھتے ہیں من يدعى الايمان اذا وقع في محل لا يمكن ان يظهر دينه وما هو عليه لتعرض المخالفين وحب ان يهاجر الى محل يقد فيه على الاظهار ولا يجوز له ان يسكن هناك ويحكم دينه بمنزلة الاستضعاف فلا رضى الله واسعه (روح المعاني پ ۵ ص ۲۸) امام ابن حاتم لکھتے ہیں وخالف في ذلك قوم من السلف فقالوا لا تقيه بعد ان اعز الله الاسلام (فتح القدیر ج ۱ ص ۳۳۱)

(۵) قال العلامة سعيد حموي بنيت هاتان الايتان ان علاقة عدم اطمینان القلب بالکفر عند الاكراه هو الهجره والجهاد اذا تيسرت ظروف ذلك (الاساس فی التفسیر ج ۱ ص ۳۰۰)

## شیعہ عقیدہ موجودہ قرآن کے بارے میں

۱۔ عن جابر قال سمعت ابا جعفر عليه السلام يقول ما ادعى احد من الناس انه جمع القرآن كله كما انزل الاكذاب وما جمعه وحفظه كما نزله الله تعالى الا على بن ابي طالب والائمة من بعده عليه السلام  
(اصول کافی کتاب الحج جلد ۱ - ص ۲۲۸)

ترجمہ۔ جابر سے روایت ہے اس نے کہا میں نے امام باقر سے سنا لوگوں میں سے کوئی دعویٰ نہیں کر سکا کہ اس نے سارا قرآن اس طرح جمع کیا ہو جیسا کہ یہ اتر تھا۔ جو ایسا دعویٰ کرے وہ کذاب ہوگا اس کو نزول کے مطابق نہ کسی نے جمع کیا نہ کسی نے یاد کیا۔۔۔ مگر علی بن ابی طالب نے اور ان کے بعد آنے والے ائمہ نے۔

۲۔ قرارجل علی ابی عبداللہ علیہ السلام وانا استمع حروفاً من القرآن لیس علی ما یقرؤھا الناس فقال ابو عبداللہ علیہ السلام کف عن هذه القرآن اقرا كما یقرأ الناس حتی یقوم القائم فانا قام القائم قرء کتاب اللہ عز وجل علی احدہ و اخرج المصحف الذی کتبہ علی علیہ السلام (اصول کافی جلد ۲ ص ۶۳۹)

ترجمہ۔ حضرت امام جعفر کے ہاں ایک شخص نے قرآن پڑھا اور میں ایسے حرف سنا رہا ہوں لوگوں کے قرآن پڑھنے کے مطابق نہ تھے۔ حضرت امام نے فرمایا اس طرح نہ پڑھ۔ اسی طرح پڑھ' کی طرح لوگ پڑھتے چلے آ رہے ہیں' یہی تک امام مدنی کا تصور ہو۔ جب آپ آمین گئے تو اس وقت قرآن کریم اپنی اصل پر پڑھا جائے گا اور قرآن لایا جائے گا جو حضرت علی نے لکھا تھا۔

۳۔ ان اللہ اصطفیٰ آدم و نوحاً و آل ابراہیم و آل عمران علی العالمین۔ (پ  
سورہ آل عمران آیت ۳۳)

ترجمہ۔ یا تحقیق اللہ نے آدم اور نوح اور آل ابراہیم اور آل عمران کو تمام عالموں سے برگزیدہ کیا۔



قدیم شیعی مفسر علامہ علی بن ابراہیم قمی ۳۰۸ھ لکھتے ہیں (مطبع تبریز: ۱۳۱۵)

قال العالم عليه السلام نزل و آل عمران و آل محمد علي العالمين ناسقوا  
آل محمد من الكتاب ص ۵۴

ترجمہ: حضرت امام نے کما قرآن میں آل عمران کے ساتھ آل محمد کے الفاظ بھی تھے  
صحابہ نے آل محمد کے الفاظ قرآن سے نکال دیے  
نوٹ: لوگوں نے اس لفظ کو نکال دیا ہے۔ اسے اٹھا لیا جاتا رہا اور تحریف کئے طور پر سامنے  
آئی۔

۴۔ ولقد عهدنا ابي آدم من قبل نوسي ولم نجد له عزما (پ ۱۱ سورہ طہ آیت  
۸۸۵)

ترجمہ: اور آدم کو ہم نے پہلے ہی ایک حکم دیا تھا پس وہ اس کو بھول گئے اور ہم نے ان  
میں پچھلی نہ پائی۔

”کافی میں جناب امام جعفر صادق سے خدا تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں منقول ہے کہ  
واللہ! جناب رسول خدا پر یہ آیت اسی طرح نازل ہوئی تھی

ولقد ناهي ابي آدم من قبل كلمات في محمد وعلي وفاطمه والحسن  
والحسين والائمة من نريتهم (فنسي) هكذا والله نزلت علي محمد صلى الله  
عليه وسلم

اصول کافی جلد نمبر ۱ ص ۳۲۱ حاشیہ ترجمہ مقبول ص ۲۳۷

ترجمہ: اور آدم کو ہم نے پہلے سے محمد، علی، فاطمہ، حسن، حسین اور ان کی ذریعہ کے انحراف  
کے بارے میں حکم دیا تھا۔ سو آدم علیہ السلام بھول گئے۔ خدا کی قسم حضور پر یہ آیت اسی طرح  
نازل ہوئی تھی۔

۵۔ ثم ياتي من بعد ذلك عام فيه يغاث الناس وفيه يعصرون (پ ۱۲ سورہ  
يوسف آیت ۴۹)

ترجمہ: پھر اس کے بعد ایک ایسا برس آئے گا کہ جس میں لوگ سیر ویراب ہو جائیں گے  
اور جس میں وہ ٹھوڑیں گے۔

تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنجناب امیر المومنین علیہ

السلام کے سامنے ایک شخص نے یہ آیت یوں تلاوت کی۔ حضرت نے فرمایا وائے ہو تجھ پر کیا نچوڑیں گے؟ آیا خر نچوڑیں گے؟ اس شخص نے عرض کی یا امیر المومنین پھر میں اسے کیوں کر پڑھوں؟ فرمایا خدا نے یوں نازل فرمائی ہے:-

ثم يأتي من بعد ذلك عام فيه يغاث الناس و فيه يعصرون (تفسير قمی ص ۱۹۲)

یعنی یعصرون کو بھول بتلایا جس کے معنی ہیں۔ ان کو بادلوں سے پانی بکثرت دیا جائے گا۔

حاشیہ ترجمہ مقبول میں اس آیت پر لکھا ہے:-

”شراب خمر خلفاء غاطر کی یعصرون کو۔ عصرون سے بدل کر معنی کو زیر و زبر کیا گیا ہے۔ (ترجمہ مقبول ص ۲۷۹)

۶۔ ذالک بانہم کرہوا ما انزل اللہ فاحبط اعمالہم

ترجمہ:- یہ اس لیے کہ اللہ نے جو کچھ انکار اس سے انہوں نے نفرت کی۔ پس اس نے بھی ان کے اعمال انکار کر دیے (پ ۲۶ سورہ محمد آیت ۹)

تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ جبریل امین نے جب رسول خدا کو یہ آیت یوں پہنچائی تھی:-

ذالک بانہم کرہوا ما انزل اللہ فی علی-

مکر مرتدین نے نام اڑا دیا (ترجمہ مقبول ص ۱۰۸)

۷۔ واصحاب الیمین ما اصحاب الیمین فی سدر مخضوره وطلع

منضود (پ ۲۷ سورہ الواقعة آیت ۲۹)

ترجمہ:- اور واسطے ہاتھ والے۔ کیا کہنے دائیں ہاتھ والوں کے۔ وہ بغیر کانٹوں کے جھلی

ہوئے پیروں میں ہوں گے اور نہ بہ نہ کیوں میں۔

ترجمہ مقبول کے حاشیہ پر ہے:-

کسی شخص نے جناب امیر المومنین کے سامنے و طلع منضود پڑھا تو حضرت نے فرمایا کہ طلع کا کیا

موقع ہے اصل تو یہاں طلع ہے۔ جیسے جیسے خدا تعالیٰ فرماتا ہے ونخل طلعها هضیم

کسی نے عرض کی پھر حضور اسے بدل کر فرمایا تو اس کا موقع نہیں کہ قرآن



مجید کی اصلاح کر کے عوام الناس کو پہچان میں لایا جائے۔ ائمہ عظیم السلام میں سے یہ حق مخصوص جناب الامر (امام محدث) علیہ السلام کا ہے قرآن مجید کو اسی حد پر پڑھوائیں گے جس حد پر وہ زمانہ جناب رسول خدا میں پڑھا جاتا تھا۔ (حاشیہ ترجمہ مقبول ص ۱۰۶)

۸۔ چھٹی صدی ہجری کے ثقہ شیعی عالم ابو منصور احمد البطری لکھتے ہیں۔

ولو شرحت کلمتا السقط و حرف و بلد معا یجری هذا المجری و طال و ظہر ما تحظر النقیہ اظہارہ من مناقب الاولیاء و مثالب الاعلاء (الاجتجاج الطبری جلد ۱ ص ۲۵۳)

ترجمہ:- اور اگر میں تمہارے سامنے کھول دوں کہ کیا کچھ قرآن سے نکالا گیا اور بدلا گیا اور اس میں تحریف کی گئی تو بات لمبی ہو جائے گی۔ نتیجہ جس کے اظہار کو روکتا ہے۔ اور پھر گیارہویں صدی کے شیعہ محقق ملا محسن کا شافی علامہ بطری کی مذکورہ عبارت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:-

المستفاد من جمیع هذه الاخبار وغيرها من طریق اهل البيت عليهم السلام ان القرآن الذي بين اظهروا ليس بنصه كما انزل على محمد صلى الله عليه وآله بل منه ما هو خلاف ما انزل الله ومنه ما هو مغیر محرف و انه قد حذف عنه اشياء كثيرة منها اسم على عليه اسلام في كثير من المواضع ومنها لفظه آل محمد صلى الله عليه وآله غير مره و منها اسماء المنافقين في مواضعها ومنها غير ذلك و انه ليس ايضا على الترتيب المرضي عندك الله و عند رسوله صلى الله عليه وسلم و به قال على بن ابراهيم (تفسير الصافي جلد ۱ ص ۳۹)

ترجمہ:- ان سب احادیث اور اہل بیت کی دیگر روایات سے یہی ثابت ہے کہ یہ قرآن جو اس وقت ہمارے سامنے ہے۔ یہ پورا نہیں جیسا کہ آنحضرت ﷺ پر اترا تھا بلکہ اس میں

(۱) ایسی باتیں ہیں جو اللہ کے نازل کردہ کلام کے خلاف ہیں اور

(۲) ایسی بھی ہیں جن میں تبدیلی کی گئی اور وہ تحریف شدہ ہیں اور

(۳) ان میں سے بہت سی چیزیں نکل دی گئی ہیں۔ انہی میں سے حضرت علی کا نام بھی تھا جو

بہت سے مقامات میں تھا اور انہی میں لفظ آل محمد بھی تھا جو کئی جگہ تھا اور

(۴) انہی میں کئی نقلات پر منافقین کے نام بھی تھے۔ اسکے علاوہ اور بھی کئی باتیں تھیں اور یہ بات بھی ہے کہ موجودہ قرآن اس ترتیب پر نہیں جو اللہ اور اس کے رسول کے ہاں پسندیدہ ہو اور یہی بات (مشہور مفسر) علی بن ابراہیم نے کہی ہے۔

## اشیاعہ عقائد رسالت کے بارے میں

۱۔ ان اللہ لا یستحیٰ ان یضرب مثلاً "ما بعوضه" فما فوقها (پ۱ البقرہ آیت

(۹۱)

ترجمہ۔ بیشک اللہ کو پھر تک کی مثل بیان کرنے میں کوئی شرم نہیں ہے نہ اس سے کسی بڑے جانور کی۔

پھر اور بڑے جانور سے کون کون مراد ہیں 'اے شیعہ اللہ مفسر علی بن ابراہیم قی سے ہے۔  
فالبعوضه امیر المؤمنین وما فوقها رسول اللہ علیہ وسلم (تفسیر قحی ص ۱۹)

ترجمہ۔ پھر سے مراد حضرت علی ہیں اور اس سے بڑے سے مراد.....  
(استغفر اللہ العظیم)

۲۔ شیخ طوسی اور نعمانی انھوں امام حضور رضا سے روایت کرتے ہیں کہ امام مہدی کے ظہور کی علامت ہوگی کہ وہ بروئے آفتاب ننگے ہو کر ظاہر ہوں گے اور منادی اعلان کرے گا کہ امیر المؤمنین ہی دوبارہ آگئے ہیں۔ اس ننگے مدی کا سب سے پہلا مرید کون ہوگا اسے ملا محمد باقر مجلسی سے پتہ۔

اول کیسکہ یا ابیعت کد محمد باشد

ترجمہ۔ سب سے پہلے جو اس (ننگے مہدی) کی بیعت (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کریں گے (حق الیقین جلد دوم ص ۲۳۷)

۳۔ چار دفعہ حجہ کرنے سے انسان حضور ﷺ کا درجہ پالیتا ہے۔ شیعہ اللہ عالم ملا فتح اللہ کاشانی حضور کی طرف نسبت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

من نمتع مرہ حدر حنہ کدر حہ الحسین ومن



تمنع مرتین فلدرجہ کدرجہ الحسن ومن  
 تمنع ثلاث مرات فلدرجہ کدرجہ علی ومن  
 تمنع أربع مرات فلدرجہ کدرجہ حسنی  
 (تفسیر صحیح الصادقین جلد ۱ ص ۲۵۶)

ترجمہ:- جس نے ایک دفعہ متع کیا اسے حسین کا درجہ مل گیا۔ جس نے دو دفعہ متع کیا اسے حسن کا درجہ مل گیا۔ جس نے تین دفعہ متع کیا اس نے حضرت علی کا درجہ پالیا۔ جس نے چار دفعہ متع کیا اس کا درجہ میرے برابر ہوگا۔ (استغفر اللہ)

۳۔ ایران کے امام طوسی اپنی کتاب الحکومۃ الاسلامیہ ص ۵۲ پر لکھتے ہیں۔  
 ان من ضروریات ملہبنا ان لاثمنا مقاماً لا يبلغه ملک مقرب ولا نبی  
 رسل۔  
 ترجمہ:- یہ چیز ہمارے شیعہ مذہب میں ضروریات میں سے ہے کہ ہمارے اماموں کا وہ درجہ ہے جسے کو مقرب فرشتہ اور نبی مرسل بھی نہیں پاسکتا (استغفر اللہ)

شیعہ عقائد ام المومنین زوجہ رسول خدا حضرت عائشہ صدیقہ کے بارے میں

۱۔ چوں قائم ما ظاہر شود۔ عائشہ رازندہ کند تا براد حدیث و انتقام فاطمہ ازو بکشد (حتی یقین ص ۳۴)

ترجمہ:- جب امام مہدی ظاہر ہوں گے۔ عائشہ کو زندہ کریں گے تاکہ اس پر حد جاری کریں اور ان سے فاطمہ کا انتقام لیں (استغفر اللہ)

۲۔ پھر یہی ملا محمد باقر مجلسی حضرت ام المومنین کے بارے میں لکھتا ہے۔  
 عائشہ غدارہ۔ (محلہ اللہ) (تذکرہ الائمہ ص ۶۶)

۳۔ ملا محمد باقر مجلسی نے ام المومنین حضرت حفصہ طاہرہ اور حضرت عائشہ صدیقہ کے بارے میں یہ بھی لکھا ہے۔

آں دو منافقہ۔ (حیات القلوب جلد دوم ص ۷۵)

محمد باقر مجلسی کا مرتبہ کیا ہے اسے علامہ فیضی کے الفاظ میں دیکھئے ”کتا بہائے فارسی را کہ  
مرحوم مجلسی برائے مردم پارسی زبان نوشتہ بخوانید تا خودر جلتا یک پھو رسوائی بے خردانہ نکید۔“  
(کشف الاسرار ص ۱۲۱)

ترجمہ۔ وہ فارسی کتابیں جو مجلسی مرحوم نے ایرانی لوگوں کے لئے لکھی ہیں۔ انہیں پڑھتے  
رہو تاکہ اپنے آپ کو کسی اور ایسی بے وقوفی میں مبتلا نہ کرو۔

۳۔ شیعہ مترجم قرآن مقبول دہلوی حاشیہ قرآن پر امام باقر کے نام سے لکھتا ہے  
”دو عورتوں نے آنحضرت ﷺ کو موت سے پہلے زہر کھلادیا تھا۔ مطلب حضرت کا وہی دو  
عورتیں ہیں۔ خدا ان پر اور ان کے باپوں پر لعنت کرے۔“ (استغفر اللہ)  
(پ ۲۴ آل عمران ص ۱۳۴)

## شیعہ عقائد دربارہ اصحاب رسول رضی اللہ عنہم

۱۔ شیعہ کے درجہ اول کے محدث ملا محمد بن یعقوب الکلینی (۵۳۲۸ھ)

حضرت امام باقر کے نام سے یہ عقیدہ پیش کرتے ہیں۔

كذلك الناس لاهل رده بعد النبي صلى الله عليه وآله الاثله فقلت ومن الثلاثة  
فقال القائل بن الاسود و ابوذر الغفاري و سلمان الفارسي رحمه الله عليهم و  
بركاته

ترجمہ۔ آنحضرت کی وفات کے بعد سب لوگ سوائے مقداد بن الاسود، ابوذر غفاری اور  
سلمان فارسی کے مرتد ہو گئے تھے۔

۲۔ و ان الشيخين فارقا الدنيا ولم ينو باولم يتذكرا ما صنعوا يا امير  
المومنين عليه السلام فعليها لغه الله والملئكه والناس اجمعين  
(فروع کافی کتاب الروضہ ص ۱۱۵)

ترجمہ۔ ابو بکر اور عمر بغیر توبہ دنیا سے چلے گئے اور انہوں نے جو کچھ حضرت علی سے کیا اس  
کا انہوں نے کبھی ذکر تک نہ کیا سو ان دونوں پر اللہ کی لعنت فرشتوں کی لعنت اور تمام لوگوں  
کی۔ (استغفر اللہ)



۳۔ واعتقدوا لور برانت آنست کہ بیزاری جو سند ازت ہائے چارگانہ یعنی ابوبکر و عمرو عثمان و معاویہ و زنان چارگانہ یعنی عائشہ و حفصہ و ہندو ام الحکم و از جمیع اشیاء و اہل ایشیا و آنکہ ایشیا بدترین خلق خدایدو آنکہ تمام نے شود۔ اقرار بخدا اور رسول و ائمہ مگر یہ بیزاری از دشمن ایشیا (حق الیقین جلد دوم ص ۵۸۹)

ترجمہ۔ اور حمرا کے بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ چار بتوں یعنی ابوبکر و عمرو عثمان و معاویہ اور چار عورتوں یعنی عائشہ و حفصہ و ہندو ام الحکم سے اور ان کے سب ساتھیوں اور پیروں سے اظہار بیزاری کریں۔ یہ لوگ بدترین خلایق ہیں اور خدا، رسول اور ائمہ کا ماننا اس کے بغیر نہیں ہو سکتا کہ ان دشمنوں سے بیزاری ہو۔

۴۔ آنحضرت انصار میں سے ایک شخص کے پاس آئے اور اس سے دریافت کیا کہ آیا تیرے پاس کچھ کھانا ہے؟ اس نے عرض کی یا رسول اللہ ہے اور ایک بکری ذبح کی اور گوشت کو مشوی کیا۔ یعنی خالی تھے آگ پر بھون لئے۔ جب آنحضرت کے سامنے رکھا تو آنحضرت کے دل میں آرزو پیدا ہوئی کہ میرے ساتھ اس وقت علی و فاطمہ اور حسن و حسین بھی ہوتے۔ مگر اتفاق سے آگے اس وقت ابوبکر و عمر۔ پھر ان دونوں کے بعد علی مرتضیٰ نے اپنے اور خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی و ما رسلنا من قبلک من رسول ولا نبی ولا محدث الا اذا تمنی القی الشیطان فی لعنہ

(پ ۱۷ سورہ الحج آیت ۵۲ دیکھیے)

مطلب یہ ہے کہ یہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ تم سے پہلے بھی جو رسول اور نبی و محدث گزرے ہیں ان میں سے کسی نے کوئی آرزو کی تو شیطان نے ان کی آرزو میں کوئی نہ کوئی الزام لگا ہی دیا جیسے اس نے یہاں اپنے دونوں لیکن ابوبکر و عمر بھیج دیئے (حاشیہ ترجمہ مقبول ص ۶۷۴ سورہ الحج)

۵۔ ما محمد باقر مجلسی کے الفاظ بھی ملاحظہ کیجئے۔

فرعون و حلان یعنی ابوبکر و عمر (حق الیقین ص ۳۴۳)

۶۔ و آنچہ در کتب مبسوطہ از نوائت نسب و حسب عمرو و ولد الزنا بودوں اور مذکور است۔ اس رسالہ منجائش ذکر آنا ندارد ص ۲۵۹۔

ترجمہ۔ اور بڑی کتابوں میں حضرت عمر کے حسب اور نسب کی کینگی اور ان کے ولد الزنا

ہونے کے بارے میں جو کچھ لکھا اس رسالہ میں اس کے ذکر کی محتاجات نہیں۔ (معاذ اللہ)

۷۔ قرآن کریم میں سورہ النمل آیت نمبر ۹۰ میں ہے:-

يَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ

اللہ بے حیائی اور بدی اور بغاوت سے منع فرماتا ہے۔

اس آیت کی غیسری میں علی بن ابراہیم لکھتے ہیں:-

الْفَحْشَاءُ وَالْمُنْكَرُ وَالْبَغْيُ فَلَانٌ وَفَلَانٌ وَفَلَانٌ مِّنْ

فَحْشَاءٍ مَُّنْكَرٍ أَوْ بَغْيٍ سَ مَرَادُ وَهْ أَوْ وَهْ هِيَ-

الفحشاء سے مراد ہیں جناب اول اور المنکر سے مراد ہیں حضرت ثانی اور البغی سے مراد ہیں

مسرہالت (حاشیہ ترجمہ مقبول ص ۵۵۱)

۸۔ پھر امام زین العابدین کے نام سے ان دونوں کو یوں کافر کہا گیا ہے۔ دیکھئے حق الیقین ص

۵۲۲

”مرا خبر وہ از حال ابو بکر و عمر حضرت فرمود ہر دو کافر بدند۔“

ترجمت (مسائل نے کہا) حضرت! مجھے ابو بکر و عمر کے (دل کے) حل کی خبر دیں۔ آپ نے

فرمایا۔ دونوں کافر تھے۔ (معاذ اللہ)

## عقیدہ شیعہ دربارہ لٹل بیت حدیث

۱۔ ماباقر مجلسی لکھتا ہے:-

حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء نے حضرت علی کا ان صفات سے ذکر کیا ہے۔

”مانند حسین درحم پردہ نشین شدہ و مثل خائناں درخانہ گریختہ ای بعد ازاں کہ شجاعان دھر

رانجاک حلاک انگیزی مغلوب اس نامرواں گریویدہ ای۔ (حق الیقین ص ۲۰۳)

ترجمت رحم میں پردے ٹپختہ بچے کی طرح تم پردہ نشین ہوئے بیٹھے ہو اور خیانت کرنے

والوں کی طرح گھر بھاگ آئے ہو اور دنیا کے بہادروں کو خاک ہلاکت پر گرانے کے بعد خود ان

نامروں سے مغلوب ہو گئے ہو۔

۲۔ یہی بات مجلسی لکھتا ہے کہ حضرت سیدہ فاطمہ نے عورتوں سے سن کر حضرت علیؑ کے حلیہ



کی یہ شکایت بھی کی تھی۔

”او مردیت فکم بزرگ و ستمائے بلند وارد و بند ہائے

استخوانش کندہ است و پیش سرش موندارو و چشم ہائے بزرگ

وارد پیوست و ندانیش مخندہ کشادہ است و مالی ندارد۔“ (جلاء العیون ص ۵۸ در احوال سیدہ

نساء)

ترجمت۔ یہ بڑے پیٹ والا آدمی ہے۔ ہاتھ اس کے اونچے اونچے ہیں اور اسکی ہڈیوں کے بند دھسے ہوئے ہیں۔ سر کے اگلے بال بھی اڑے ہوئے ہیں۔ آنکھیں بڑی ہیں، دانت اس کے پیشہ کھلے رہتے ہیں اور ماں کچھ اس کے پاس ہے نہیں۔

۳۔ اسی ملا باقر مجلسی نے حضرت سیدہ فاطمہ الظاہرہ کے خواب کو شیطان خواب بھی لکھا۔ دیکھئے جلاء العیون ص ۵۲

”خواب فاطمہ از شیطانیت کہ اورا ادھارے گوئند۔“

ترجمت۔ حضرت فاطمہ کا خواب شیطان تھا۔ اس شیطان کو ادھار کہتے ہیں۔

۴۔ مشہور شیعہ عالم ابو منصور ابو ابیہری لکھتا ہے کہ۔

”حضرت ابو بکر نے قدفد کو حضرت علی کے ہاں بھیجا۔ یہ لوگ بغیر اجازت حضرت علی کے گھر داخل ہو گئے۔ حضرت علی اپنی تلوار کی طرف بڑھے۔ مگر یہ لوگ اسے اٹھا چکے تھے۔ انہوں نے حضرت علی کو پکڑ لیا۔ گلے میں رسی ڈالی۔ حضرت فاطمہ درمیان میں حائل ہوئیں تو قنفذ نے انہیں بھی مارا۔ پھر حضرت علی کو گلے میں رسی ڈالے حضرت ابو بکر کے پاس لائے۔ وہاں حضرت عمرؓ خالد بن ولیدؓ ابو عبیدہ بن الجراح اور بہت سے لوگ جمع تھے۔ حضرت عمرؓ نے حضرت علی کو بہت جھڑکا اور بیعت کرنے کے کہا۔

ثم تناول يدابی بکر فباعه

(الاحتجاج للبطلرسی ص ۸۳، ص ۸۴)

ترجمت۔ پھر آپ نے حضرت ابو بکر کا ہاتھ پکڑا اور آپ کی بیعت کر لی۔

۵۔ ملا باقر مجلسی نے حضرت علی سے حضرت فاطمہ کی ناراضگی کا قصہ جلاء العیون ص ۷۷ پر یوں لکھا ہے۔

”جبریل از جانب خداوند جلیل و نازل شد و گفت

حق تعالیٰ تر اسلام نے رسالہ وی فرمایا کہ ایک فاطمہ

نزد تو سے آید برائے شکایت علیؑ از رو درباب علیؑ چیزے قبول مکن چوں فاطمہ داخل شد حضرت رسول فرمود کہ بہ شکایت علیؑ آمدہ امی۔ گفت بے۔ رب اکعب پس فرمود برگرد بسوئے علی و بگو بر غم انف خود را ضمیم بانچہ کنی۔

ترجمہ:- خداوند جلیل کی طرف سے آپ (حضور) کے پاس آئے اور کہا اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتے ہیں۔ اور فرمایا ہے کہ ابھی فاطمہ آپ کے پاس علی کی شکایت لے کر آئیں گی۔ فاطمہ سے علی کے بارے میں کوئی بات نہ سنا۔ جب حضرت فاطمہ آئیں۔ حضورؐ نے پوچھا کیا علی کی شکایت لے کر آئی ہو؟ انہوں نے کہا۔ رب کعب کی قسم آپ نے فرمایا علی کی طرف واپس ہو جا اور کہہ کہ اپنی ناک کو کو زمین پر رگڑنے میں خوش ہوں۔ آپ جو چاہیں کریں۔

### عقیدہ شیعہ دربارہ اہل السنہ والجماعہ

۱۔ شیعہ کاسب سے برا محدث محمد بن یعقوب الکلینی امام باقر کے نام سے یہ عقیدہ لکھتا ہے:-

ان الناس کلہم ذریۃ البغایا ما خلا شیعتنا (فروع کافی کتاب الروضہ ص 135 لکھنؤ)

ترجمہ:- ہم شیعوں کے سوا سب کے سب لوگ حرامزادے ہیں۔

۲۔ ملا محمد باقر مجلسی لکھتا ہے

"وَقَدْ قَامَ ظَاهِرُ شَوْرِ مِيشِ اَزْ كُفَّارِ اِبْدَا بِہِ شِیَاں خَوْلِدْ كُرُو بَا عِلْمَا اِیْشَاں وِیْشَاں رَا خَوْلِدْ كُفَّتْ دُورْ مَجْمَعِ الْبِیَانِ نِیزْ مَضْمُونِ اِسْ حَدِثْ رَا زْ اَنْخَضَرَتْ رِوَايَتْ كَرِهْ اَسْتُ" (حق القلین ص ۵۲)

(۲)

ترجمہ:- جب امام مہدی ظاہر ہوں گے تو دوسرے کافروں سے پہلے سینوں کے علماء سے ابتدا کریں گے اور ان کو قتل کریں گے۔ تفسیر مجمع البیان میں بھی حدیث کا یہ مضمون آنحضرتؐ سے مروی ہے۔

۳۔ ملا محمد باقر مجلسی حضرت امام زین العابدین کے نام سے تمام اہل سنت کو ان الفاظ میں کافر لکھ گیا ہے۔



”مرا خبرہ اذہال ابوبکر و عمر حضرت فرمود ہر دو کافر بوند و ہر کہ ایشان را دوست دارد“ کافر است۔“

(حق الیقین ص ۵۲۲ جلد دوم)

ترجمہ۔ مجھے ابوبکر و عمر کے حال کی خبر دو۔ حضرت نے فرمایا دونوں کافر تھے اور جو کوئی انہیں اچھا سمجھے وہ بھی کافر ہے۔

۴۔ اہل سنت کو نامی قرار دینے کی یہ صورت امام علی السقی کے نام سے پیش کی گئی ہے۔ دیکھئے حق الیقین ص ۵۲۱ جلد دوم

”سوال کردند کہ آیا محتاج ہستم و روا سن بھی بد زیادہ اذیں کہ ابوبکر و عمر تقدیم کنند بر امیر المؤمنین و اعتقاد بر امامت آنها و آشنہ باشند۔ حضرت در جواب نوشت۔ ہر کہ این اعتقاد داشتہ باش او نامی است

ترجمہ۔ سوال کیا کہ نامی کے بارے میں اس سے سوا کہ وہ ابوبکر و عمر کو حضرت علی پر مقدم سمجھتا ہے اور ان کی امامت کا قائل ہے کچھ اور جاننا بھی ضروری ہے۔ حضرت نے فرمایا جو کوئی یہ عقیدہ رکھتا ہو وہ نامی ہے۔

۵۔ یہ علامہ باقر پیلے نامی کے بارے میں یہ لکھ آئے ہیں  
”آں بدتر است از ولد الزنا بدتر سیکہ حق تعالیٰ خلقی بدتر از سگ نیا فریدہ است۔ و نامی نزد خدا خوار تر از سگ است۔“ حق الیقین ص ۵۱۶

نامی (جو حضرت ابوبکر و عمر کو مقدم سمجھتا ہو) ولد الزنا سے بھی بدتر ہے۔ یہ صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کتے سے زیادہ بدتر کسی چیز کو نہیں بنایا۔ لیکن نامی خدا کے اہل کتے سے بھی زیادہ خوار ہے۔

## امام انقلاب ایران علامہ خمینی کے نظریات

۱۔ شیعہ کے مشہور مجتہد اور مقتدر ثقہ عالم نوری طبری نے موجودہ قرآن کریم کے خلاف ایک کتاب لکھی ہے اس کا نام ہے

فصل الخطاب فی تحریف کتاب رب الارباب

علامہ خمینی سے اپنی کتاب الحکومۃ الاسلامیہ ص ۶۶ پر علامہ نوری طبری کا ذکر بڑے احترام

سے کیا ہے اور اس کی کتب متعدد اک الومائل کے حوالہ سے اپنے موضوع دلالت فقیہ کی تکمیل کی ہے۔

۲۔ حضرت ابو بکر و عمر کے بارے میں لکھتے ہیں:-

”آئنا یک سالما در طمع ریاست خود ابدیں پیغمبر چپانده بودند و دست نیند نیماے کردند ممکن بنود سبکتہ قرآن از کار خود دست بردارند برہر حیلہ بود کار خود را انجام مے دلوند (کشف الاسرار ص ۱۱۳)

ترجمہ:- وہ لوگ جو کئی سالوں سے اپنی حکومت کے طمع میں اپنے آپ کو دین پیغمبر سے چپکائے بیٹھے تھے اور انہوں نے گروہ بندی کر رکھی تھی۔ ناممکن تھا کہ قرآن کے الفاظ سے اپنے کام سے باز آجائیں۔ جس طرح سے بھی ہو سکے انہیں اپنے کاموں کو سرانجام دینا تھا۔

۳۔ ”آئنا یک جز برائے دنیا و ریاست با اسلام و قرآن سروکار نہ داشتند و قرآن را وسیلہ اجر انیات فاسد خود کردہ بودند (کشف الاسرار ص ۱۱۳)

ترجمہ:- وہ لوگ جو دنیا اور حکومت کے سوا اسلام اور قرآن سے کچھ سروکار نہ رکھتے تھے اور قرآن کو اپنی بری نیوٹوں کے چلانے کا وسیلہ بنائے بیٹھے تھے۔

۴۔ علامہ خمینی نے کشف الاسرار ص ۱۱۳ کے آخر میں ایک عنوان قائم کیا ہے:-

”مناقبائے ابو بکر بانص قرآن“

پھر ص ۱۱۴ پر عنوان قائم کیا ہے:-

”مخالف عمر یا قرآن خدا“

پھر اہل سنت کے جوابات کی تردید میں یہ عنوان قائم کیا ہے:-

یک نظر بمقتدار یادہ گویاں

(کشف الاسرار ص ۱۳۰)

ترجمہ:- یادہ گوئی کرنے والوں کی باتوں پر ایک نظر۔

۵۔ اب حضرت عثمان کے بارے میں بھی خمینی صاحب کی من لہجے

”ماخذائے را پرستش مے کیم مے شناسم کہ کار بائش بر اساس خرد پائیدار و بخلاف گفت

ہے عقل چچ کارے نہ کند نہ آں خدائے کہ بنائے مرتفع از خدا پرستی و عدالت و دینداری بنا کند



و خود بخوابی آن بکوشد و یزید و معاویہ و عمن و اوس قبیل چہارہائی ہائے دیگر را بہر دم عمارت دہد۔  
(کشف الاسرار ص ۱۰۷)

ترجمہ۔ ہم اس حدیث کی پرستش کرتے ہیں اور اسی کو جانتے ہیں جس کے کام پختہ عمل پر  
مبنی ہوں اور وہ عمل کے فیصلے کے خلاف کچھ نہ کرے۔ نہ ایسے خدا کو ہو خدا پرستی، انصاف اور  
دینداری کی ایک ادنیٰ عمارت بنوائے۔ اور پھر خود ہی اسے پرہیز کرنے کی کوشش کرے اور یزید  
معاویہ و عمن اور ان جیسے ہم قماشوں کو لوگوں کی سرداری دے دے۔ (بحوالہ اللہ)

قائد انقلاب ایران علامہ طہیسی کے 'قرآن کریم کے بارے حضرت ابوبکر و عمر کے بارے میں  
اور حضرت عمن و النورین کے بارے میں اقصیٰ کئے گئے نظریات کی یہ ایک مختصر تصویر ہے۔  
اسے ہم نے بلا تبہرہ و ترویج آپ کے سامنے پیش کر دیا ہے اب آپ خود فیصلہ کریں کہ یہ عقائد و  
نظریات آپ کے لئے کس حد تک لائق قبول ہیں۔۔۔۔۔۔ یہ فیصلہ بھی اب آپ ہی کریں کہ  
ایران میں علامہ طہیسی کی آہ کیا ایک سیاسی انقلاب ہے یا اس کے پورے میں شیعوں کا شر و  
فروغ کار فرما ہے۔۔۔۔۔۔ اور یہی وجہ اس انقلاب کی ناکامی کی ہے والسلام

معہ نہ کیجئے

مولانا حافظ محمد اقبال رگڑائی ۱۲۰ صفحات